

رجسٹرڈ ایبل نمبر ۲۶۵

بیادگار عظیم قوم حضرت مولانا ظہور احمد صاحب بگوی نور اللہ مرقہ

مجلس مرکزی حزب الانصار بھیرہ وادارہ عالیہ محمدیہ کاترجمان

شمس الاسلام

ماہنامہ

قیمت سالانہ
معاونین سے پانچ روپے
عوام سے تین روپے
طلبہ سے ایک روپے

جلد ۱۶ | بھیرہ (پنجاب) جمادی الثانی۱۳۶۲ھ مطابق جون ۱۹۴۵ء | نمبر ۶

مخیر حضرات سے!

علم محترم حضرت مولانا ظہور احمد صاحب بگوی امیر حزب الانصار بھیرہ نور اللہ مرقہ کے انتقال کے بعد مجلس حزب الانصار ودارالعلوم عزیز یہ اور رسالہ شمس الاسلام کی ذمہ داریوں کا بوجھ میرے ناتوان کندھوں پر ڈال دیا گیا ہے۔ میں ان ذمہ داریوں سے برادران ملت کے تعاون کے بغیر عہدہ برائ نہیں ہو سکتا۔ اس لئے تمام برادران اسلام سے عموماً اور ارباب خیر سے خصوصاً اپیل کی جاتی ہے کہ وہ ان تینوں اداروں کی مددقات و خیرات سے اعانت فرما کر ثواب حاصل کریں خصوصاً ماہ رجب میں بد ذکوۃ سے غریب نادار طالبان علوم دینیہ کی امداد فرما کر ان جہانان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں لیجئے۔ رقم روانہ کرتے وقت اس امر کی تصریح ضرور فرمائیے گا کہ یہ رقم بد ذکوۃ سے ہے یا نفلی صدقہ ہے تاکہ آپ کی رقم صحیح مصرف میں خرچ کی جائے۔

دعا گو۔

(حاجی) افتخار احمد بگوی عفا اللہ عنہ قائم مقام حضرت امیر حزب الانصار
بھیرہ (پنجاب)

(باہتمام غلام حسین ایڈیٹر پرنٹر پبلشر منیر پریس سرگودھا سے چھپ کر بھیرہ پنجاب سے شائع ہوا)

راوی۔ حبیب کی اس بے پا کد گفت گو پر مسلمان کذاب بہت
جھنجھلا دیا۔ اور اس نے آپ کا ایک ہاتھ کاٹ ڈالا۔ پھر کہا
اب بھی مان جاؤ۔ ورنہ ایک ایک عضو کاٹ ڈالوں گا۔
حبیب۔ تو جو چاہے کہ میں کذاب کو صادق کس لئے کہوں۔
راوی۔ مسلمان نے دوسرا ہاتھ قطع کیا اور پھر وہی کلمہ برآیا۔
حبیب۔ تو خواہ میرا بند بندگان کر دے۔ جب تک منہ میں
زبان ہے۔ یہی کہے جاؤں گا۔ کہ تو جھوٹا ہے۔ مرتد ہے
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں
آسکتا۔

راوی۔ ظالم نے حضرت حبیب کے تمام اعضاء ایک ایک
کر کر کاٹ ڈالے۔ مگر اخیر دم تک آپ کا یہی کلمہ رہا کہ تو
کذاب ہے حضور صلعم کے بعد اور کوئی نبی نہیں آسکتا۔

اسی عقیدہ صادق پر آپ نے جان دے دی ہے
بنا کر دند خوش رسے بجا ک خون غلطیدن

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

جب حضرت اُمّ عمارہ (رالدہ حبیب) نے یہ جاں گداز
واقعہ سنا۔ تو اناللہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر صبر کیا۔ اور عہد
کر لیا کہ اگر مسلمانوں نے مسلمان کذاب کے مقابل لشکر روانہ
کیا۔ تو میں اس کذاب کو اپنے ہاتھ سے قتل کر دوں گی۔ چنانچہ

حضرت صدیق اکبر نے فتنہ امداد کو مٹانے کے لئے چاہہ ہزار
جانباز دے کر حضرت خالد بن ولید کو روانہ فرمایا۔ تو آپ

حضرت خلیفہ المسلمین سے اجازت لیکر ہزارہ اور ہونٹیں اور
جب دونوں فوجیں میدان میں گھم گھم ہو کھیں۔ تو امّ عمارہ

ہاتھ میں برہنہ اور تلوار لئے صفوں کو چیرتی اور زخموں
پر نہ ختم گھاتی ہوئی سیلہ کے قریب جا پہنچیں اور دیکھا کہ اس

کاذب پر دو تلواریں پڑیں۔ ایک آپ کے بیٹے حضرت
عبداللہ کی اور دوسری حضرت وحشیؓ کی۔ اور وہ بھوٹا

مدعی نبوت گھوڑے سے گر کر زمین پر آیا۔ اور فی اللہ ہوا۔
حضرت اُمّ عمارہ کا اس جہاد میں ایک ہاتھ بھی کٹا ہی نہیں۔

مسلمان کذاب کے ہزار ساتھی کھیت رہے۔ اور مسلمانوں کے
ہزاروں شہید ہوئے۔ آخر حق کی فتح ہوئی اور باطل مقہور مغلوب ہو۔
حضرت عمرؓ آپ کا بڑا احترام کرتے۔ اور تقسیم فنائم
میں آپ کو ان کی غزوہ اُحد میں خدمت نبوی کے لحاظ سے،
اپنی زوجہ سیدہ اُمّ کلثوم بنت حضرت علیؓ اور اپنی بہن زوجہ
حضرت عبداللہؓ پر مقدمہ رکھتے تھے۔

حضرت حبیبؓ کے اس طرح کا عذاب برداشت کر کے
جان دینے سے نہایت ہوا کہ حضور انور محمد رسول اللہ کے
بعد کسی مدعی کی نبوت کا قائل ہونا گویا اقرار کفر کرنا ہے۔ حضرت

حبیبؓ بن زید نے اتنی سکا لیت برداشت کر کے شہادت گواہ
کی۔ مگر ایک جھوٹے نبی کو زبان سے بھی سچا تسلیم کرنا پسند نہ فرمایا۔

کاش اس واقعہ سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو نہ

حاضر کے مدعیان نبوت کے پھندے میں گرفتار ہیں اور سوچیں
کہ اگر حضور انور صلعم کے بعد کسی نبی کا نام ممکن خیال کیا جاتا۔ تو

حضرت ابو بکر صدیقؓ مسلمان کذاب سمجھ کر کیوں اعلان جہاد
کرتے اور حضرت سیف اللہ کیوں نو ہزار ہر سالہ پرتشدد ان مسلمان

ٹھکانے لگا کر خاتم النبیین کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے
والے کا خاتمہ کرتے۔

حضرت حبیبؓ کے روح فرسا واقعہ شہادت نے
نہایت کر دیا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کی

نبوت کا اقرار کرنا بہت بڑا جرم ہے۔ افسوس ان دنوں لوگ
روانہ کار حاصل کرنے یا شادی کرنے کی غرض سے اس جرم

کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ اور انہیں سوچنے کے ایمان
عرف قلبی تصدیق ہی کا نام نہیں بلکہ سانی افسردہ

کا نام بھی ہے۔

(غلام دستگیر نامی)

شب

مرزا قادیانی

اور اُس کے الہامات کا راز

(از جناب مولانا مرزا محمد زبیر صاحب عسکری دھنوی مؤلف مفصل العلوم شرح مشنوی مولانا روم)

میں اس مختصر مضمون میں مرزا صاحب کے الہامات پر چند الفاظ سپرد قلم کرنا چاہتا ہوں۔

مرزائے قادیانی کے الہامات نہ صرف مرزائیوں کے لئے قابل فخر ہیں بلکہ بعض مسلمان بھی حیران ہو جاتے ہیں۔ کہ ان الہامات کا معاملہ کیا ہے۔ اگر ہم ہونا نبوت کی علامت ہے تو ایک بد اخلاق غیر متمحل بے صبر طالب زور و عیش پسند انسان کیوں کہ ہم مذہبی اور منصب نبوت کا اہل ہو سکتا ہے خود راقم کے لئے مدت مدید سے یہ عقدہ لایمن رہا اور بار بار علماء سے اس کے متعلق سوال کر چکا ہے مگر مجھے کسی کے جواب سے تشفی نہیں ہوئی۔ ایک بزرگ نے فرمایا کہ بندہ اپنے ذمہ باطل اور عقیدہ فاسدہ کے باوجود ریاضت و مجاہدہ بہت کرتا ہے۔ اور ظہور خوارق ریاضات کے ثمرات لازمہ سے ہے۔ جن میں سے ایک انجاء غیب بھی ہے۔ ایک مولوی صاحب نے فرمایا۔ مرزا صاحب کے پاس رمل نجوم جفر کے سامان موجود رہتے ہیں۔ وہ وقتاً و قحاً ان سے کام لے کر اپنی کہانت کے کرشمے الہامات کی شکل میں دکھاتے رہتے ہیں۔ اسی قسم کے دوسرے جوابات دیگر اصحاب نے دیئے مگر مجھ کو ان سے تشفی نہیں ہوئی۔ حتیٰ کہ ان دنوں ایک طالب علم مجھ سے شرح ابواب و علامات پڑھتا تھا۔ مالخوئیہ کے باب میں ایک مقام آیا۔ اس کو پڑھ کر مرزائی پیشگوئیوں اور الہاموں کا راز اس طرح مجھ پر منکشف ہو گیا۔ کہ کوئی شبائے شک و شبہ کا ذرہ نہ رہا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ ایک دماغی عارضہ مالخوئیہ اقسام سے ایسا بھی ہے جس میں اس مرض

النبیاء و مرسلین کے خاص اوصاف میں نمایاں ترس و صف یہ ہیں (۱) ان کے اخلاق و خصائل کا معیار نہایت بلند ہوتا ہے (۲) ان کو اللہ تعالیٰ کی حفظ و حمایت پر پورا بھروسہ و اطمینان ہوتا ہے (۳) وہ انسانی عیوب سے یہاں تک پاک و منزہ ہوتے ہیں کہ کوئی دشمن بھی ان پر ہمتہ پیش کرنے کا موقع نہیں پاسکتا (۴) وہ معاملات غیب کی سچی اور صحیح خبریں دیتے ہیں وغیرہ۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی شخصیت ہماری نظر کے سامنے ہے۔ اور خود راقم الحروف نے ان کو لاہور میں دیکھا ہے۔ جب ان کے اوصاف پر نظر کی جاتی ہے تو ان میں نبوت کی ادنیٰ سے ادنیٰ جھلک بھی نظر نہیں آتی۔ ان کے اخلاق و خصائل کا یہ حال کہ معترضین و مخالفین کو ذریعہ البغایہ و تہمید مزادہ ہر کم کی فحش گالی دینے میں ان کو باک نہیں۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ ہونے کی بجائے وہ ہمیشہ گورنمنٹ کی حمایت کو اپنا ملجا و ماویٰ سمجھتے رہے۔ اور خود راقم نے دیکھا کہ مخالفین کے مجمع میں ان پر دہشت طاری ہو جاتی تھی۔ اور جواب میں زبان لڑ کھڑانے لگتی تھی۔ مخالفین ہی کے خوف سے وہ نہایت بیت اللہ سے محروم گئے۔ ان کے معائب کی فہرست دیکھنی ہو تو تردید قادیانیت میں صد کتابیں موجود ہیں۔ جن میں ان کے شرمناک عیوب کو عریان کر کے دکھایا گیا ہے۔ دے کر ان کی پیشگوئیاں اور الہامات ہیں جن کو اچھا اچھا کر ان کی نبوت کے ثبوت میں پیش کیا جاتا ہے۔ غور کرو تو یہاں بھی مرزائی نبوت فیس ہو رہی ہے۔

کے مریض پر عالم غیب کی بعض باتیں منکشف ہونے لگی ہیں کتاب کی عبادت یہ ہے۔ منہا احد و ثمن احتراق السواد الطبیعی فان ما دب الذلک یكون كثيرا اللهم كثيرا الفکر والخوف والفرح والبكاء یعنی مایں خوئی کی ایک قسم سوداء طبعی کے احتراق سے حادث ہوتی ہے جو غم فکر خوف اور گریہ کی کثرت کی باعث ہوتی ہے۔ والتخیلات المریدۃ اور ردی خیالات کی موجب ہوتی ہے۔ آگے اس کی مثال لکھی ہے کہ ایک ادیب اس خوف سے دوڑتا بھاگتا پھرتا تھا کہ حق تعالیٰ جو مدت طویل سے آسمان کو تھامے ہوئے ہے ممکن ہے کہ وہ تھک کر آسمان کو چھوڑ دے۔ اور میں اس کے نیچے کھلا جاؤں۔ آگے لکھا ہے۔ وقد یبلغ الفساد فی بعضہم الی حد یظن انہ یعلم الغیب وکثیرا ما یخبر بما سیکون قبل کونہ۔ بعض مریضان مایں خوئی کا دماغی فساد یہاں تک پہنچ جاتا ہے کہ ان کو اپنے عالم غیب ہونے کا گمان ہو جاتا ہے۔ اور بسا اوقات وہ آنے والے واقعات کی خبر ان کے وقوع سے پہلے دیتے ہیں

آگے ان مریضان مایں خوئی کے اخبار غیب کی وجہ شرح ربط سے لکھی ہے جو طبی اصول سے نہایت مدلل اور معقول ہے۔ میں اس کو نقل کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا جس کو دیکھنا مطلوب ہو کتاب شرح اسباب وعلامات جلد اول صفحہ ۶۹۔ ۷۰ مطبوعہ نوکشتور میں دیکھ سکتا ہے۔ میراجو مقصد تھا وہ مذکورہ الفاظ کے نقل سے حاصل ہو گیا ہے بعض دیوانے بھی غیب کی باتیں ہی بتا سکتے ہیں مشکوئیاں کر سکتے اور ان کو خدائی لہم ہونے کا زعم ہو سکتا ہے پس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بھی اسی قسم کے ایک دیوانہ انسان تھے۔ اور دیوانہ ہی ان غیر پسندیدہ اوصاف والا انسان ہو سکتا ہے جن سے مرزا صاحب موصوف تھے۔ ہاں بنی نہیں ہو سکتا۔

یہاں کوئی مرزائی اعتراض کر سکتا ہے کہ اگر الہام

اخبار غیب اور پیش گوئی عقل دماغ کا نتیجہ قرار دیا جائے تو پھر کوئی بنی دیوانگی کے الزام سے بری نہیں ہو سکتا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بنی کا الہام سبب صحیح اور سو فیصدی مطابق واقع ہوتا ہے۔ اور دیوانے کا الہام کبھی صحیح کبھی جھوٹ کبھی صادق کبھی باطل ہوتا ہے جیسے کہ مدینہ منورہ کے اسی قسم کے ایک غیب گوفا ترالہ دماغ لڑکے نے جس کا نام ابن الصیاد تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے استفسار پر کہا تھا یا نبی صادق وکاذب یعنی میرے پاس سچی خبر لانے والا اور جھوٹی خبر لانے والا دونوں آتے ہیں۔ دیکھئے مرزا کے بعض الہام اگر سچے ثابت ہوئے تو اکثر الہام مثلاً محمدی بیگم کے آسمانی نکاح کا رسوائے عالم الہام۔ اور صادق کی زندگی میں کاذب کے ہلاک ہونے کا ذلت خیز الہام بالکل لغو ثابت ہوئے۔ کیا ایسے الہامات کا مورد ایک بنی ہو سکتا ہے یا دیوانہ۔

بنائے صاحب نظرے گو ہر خود را
میلے نتوال گشت تصدیق خرمے چند

ضروری تصحیح

مئی ۱۹۴۵ء کے رسالہ شمس الاسلام کے صفحہ نمبر ۴ پر مولانا محمد نذیر صاحب عرشی کی طرف سے مرثیہ حضرت مولانا ظہور احمد بگویی امیر حزب الانصار نور اللہ مرقدہ شائع ہوا تھا۔ جس کے شعر ۲۱ میں کتابت کی غلطی سے ذکا ہت کی بجائے قفا ہت لکھا گیا ہے۔ قارئین دست کر لیں۔ (دیلمبر)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ
ضرور دیا کریں۔ (دیلمبر)

فرقہ شیعہ کی مختصر تاریخ

(انہو مولانا سید سیاح الدین کا کاخیل مفتوحہ مدرس دارالعلوم عزیزیہ دہلیہ کے)

جب مقدس مذہب اسلام کا آفتاب عالم تاب فادان کی چوٹی سے طلوع ہو کر سارے عالم کو روشن کرنے لگا۔ اور رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ و ہدایت اور صحابہ کرام کی جاں نثاریوں اور فداکاریوں کی وجہ سے تمام عرب اسلام کی ضیا پاشیوں سے جگمگا اٹھا تو اس سے زیادہ صدمہ یہودیوں کے مذہبی و تبار کو پہنچا۔ اور اس لئے وہ اسلام اور مسلمانوں کے سخت ترین دشمن ہو گئے۔ اسلام کے مقابلہ میں مردانہ داند بھل کر لڑنے کی قوت نہ تھی، لیکن منافقانہ لباس میں انہوں نے ہر موقع پر پوری سعی و کوشش کی کہ اسلام اور مسلمانوں کو تباہ کریں۔ چنانچہ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول کے کارنامے اسی سلسلے میں کافی مشہور ہیں۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں ان کا کوئی ٹکڑ و فریب کامیاب نہ ہو سکا۔ اور ہر ہر موقع پر ان کو مذہب کی کھانی پڑی۔ اور فیل سلاں و سوا ہوتے گئے۔ مدینہ منورہ سے نکالے گئے۔ اور خیر کی طرف جلا وطن کر دیئے گئے۔ اور پھر حضرت فاروق اعظم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری وصیت آخر جوا لیمود والنصارى من جزیرۃ العرب کی بناء پر ان کو خیر سے بھی شام کی طرف جلا وطن کر کے مہنچ اسلام ملک عرب کو اس شخص و خا شک سے پاک کیا۔ یہودی مسلمانوں کی اس کامیابی اور نصرت و نصران کی وجہ سے اندھری اندر جل رہے تھے۔ اور اسی تاک میں تھے کہ موقع مل جائے تو ہم لوہا تمام لے کر اسلام اور مسلمانوں کے ہتھیار کی آخری سعی کریں گے۔

یہودیوں کے علاوہ حضرت صدیق اکبر کے زمانہ مبارک میں عراق پر حملہ کرنے کی ابتدا ہوئی۔ اور حضرت فاروق اعظم کے دور خلافت میں فتوحات کا سلسلہ نہ نہ پرو نہ بڑھتا رہا اور قادیسہ کی لڑائی میں کسریٰ ایران کی مجوسی فوجوں نے بڑی شکست کھائی۔ اور دار الحکومت ایران شہر مدائن میں صحابہ کرام کی جماعت فاتحانہ داخل ہوئی۔ اور وہاں عہد کی نماز پڑھی۔ اور لاکھوں کے مال غنیمت کے ساتھ ساتھ کچلاہ ایران کے مایہ ناز فرش نو بہار کو بھی ٹکڑے ٹکڑے کر کے مجاہدین اسلام میں تقسیم کیا۔ اور دیکھتے کسریٰ اذا ہلک کسریٰ فلا کسریٰ بعد ازاں کسریٰ کو تباہ و برباد کر کے سیاسی حکومت کو پڑے پڑے کر دیا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ بددعا پوری ہو گئی۔ جو خسرو پرویز کی گستاخی کے بعد اس زمانہ مبارک سے نکلی تھی۔ پس اپنی تباہ حالی اور مسلمانوں کے ہاتھوں حکومت لے مٹنے کی وجہ سے ایران کے مجوسی بھی اسلام اور مسلمانوں کے سخت ترین دشمن تھے۔ اور ان کی دلی خواہش تھی کہ موقع مل جائے تو ہم اپنا بدلہ لے کر ہی رہیں گے۔

غرض اسلام اور مسلمانوں کے یہ دو دشمن یہودی اور مجوسی اسلام اور مسلمانوں کی تاریخ مٹی کے مدت سے در پے تھے۔ لیکن عہد فاروقی تک ان کو اپنے اعراض مشغولہ میں کسی قسم کی کامیابی نہ ہو سکی۔ اور وہ یہ جہرات ہی نہ کر سکے کہ کشتی انگیزی کے لئے اٹھ سکیں۔ حضرت فاروق اعظم کی شہادت بھی مجوسی غلام فیروز کے ہاتھوں اسی بنا پر ہوئی کہ مجوسی حضرت فاروق کو اپنا حقیقی دشمن سمجھتے تھے

اور اُن کو یقین تھا کہ ان کی زندگی میں ہمارے کوئی چال بازی کامیاب نہ ہو سکے گی۔ اور ان کے بعد کسی عنوان سے ہوشیاد ہم کامیاب ہو جائیں آپ کی شہادت کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کے ابتدائی چھ سال بھی نہایت امن و سکون سے گزر گئے لیکن اُن کی فطری نرم خوئی، خوش اخلاقی اور علم و عفو سے انسانی فائدہ اٹھا کر آخری سالوں میں اُن کے عاملوں کے خلاف کچھ شہ کائیتیں پیدا ہو گئیں۔ تو اُن دشمن اسلام یہودیوں اور مجوسیوں کو اب موقع ملا کہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف منظم سازش کر کے اپنا انتقام لیں۔ اور دل ٹھنڈا کریں۔

عبداللہ بن سبا بنی مفرقہ شلیعہ رہنے والا ایک یہودی تھا جس نے اپنی مذہبی کتاب میں خوب پڑھی تھیں بڑا چالاک و گمراہ آدمی دیدہ اور سازشی دماغ کا آدمی تھا اس کو یہودیوں کی پرانی عداوت کا لے کا موقع مل گیا۔ چونکہ وہ یہودی مذہب پر قائم رہ کر اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتا تھا۔ اس لئے اس نے اسلام کا لباس پہن کر سازش کرنے کی ابتدا کی چنانچہ یہی مکار یہودی مدینہ منورہ آ کر مسلمان ہو گیا۔ اور اپنی یہودیت و خبیثت کو مسلمانی کے نام سے چھپا کر اپنے اصلی مقصد کے حصول کے لئے کوشاں ہوا۔ ابن سبا نے سب سے پہلے زمانہ جاہلیت کی اس پرانی چٹمک کو ابھارنے کی کوشش شروع کی جو کبھی بنو ہاشم اور بنی امیہ میں تھی۔ اور اسلام کے بعد بالکل دب گئی تھی۔ اس نے محبت اہل بیت کے لباس میں اہل بیت کی حمایت کے ساتھ خلفاء خصوصاً بنی امیہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف سخت پراپیگنڈا شروع کیا۔ اور خفیہ خفیہ کہتا تھا۔ کہ ہر پیغمبر کے لئے ایک وزیر ہوتا ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وزیر حضرت علیؑ ہے۔ خلافت کے اصل حق دا یہ ہیں۔ حضرت عثمان نے توجہ و ستم کر کے خلافت حاصل کی ہے۔

کیونکہ حضرت عثمانؓ نے شوری کے حوالہ کر کے خلیفہ کے انتخاب کا حق دیا تھا۔ سب نے اُس وقت حضرت علیؑ پر اتفاق کیا تھا حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر بیعت کرنے والے تھے کہ عمرو بن العاصؓ نے اُن کو دھوکہ دیا۔ اور انہوں نے بھی پھر حضرت عثمانؓ کی بیعت کی۔ اس لئے حضرت عثمانؓ کی خلافت بالکل ناقص ہے اُن کو معزول کرنا ضروری ہے سادہ لوح مسلمانوں کو اپنے دام فریب میں پھنسانے اور ان میں تفریق و خلاف پیدا کرنے کے لئے ان کے عقائد میں خرافات شامل کرنے لگا۔ کہتا تھا کہ عیسائی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس دنیا میں پھر واپس آئیں گے۔ تو حضرت مسیحؑ کی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایک دن اس دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں گے۔ اور آیت ان الذی فرض علیک القرآن لورادک الی معادک کی یہی تفسیر کرتا رہا۔

تفریق کا یہ بیج بونے کے بعد اس نے نظام خلافت کو درہم برہم کرنے اور اپنا انتقام لینے کے لئے یہ طریقے اختیار کئے۔

(۱) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے نام سے لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنا۔ اور حضرت عثمانؓ پر نکتہ چینی اور اعتراض کرنے کے لئے لوگوں کو دلیہ کرنا

(۲) عثمانی عمال اور گورنروں کو ہر ممکن طریقہ سے بدنام کرنا

(۳) حضرت عثمانؓ کی کنبہ پروری کی داستانیں مشہور کرنا۔ اور آب کے ذاتی مال سے خود و سنا کے متعلق بلا ہر کرنا کہ وہ بیت المال کے مال کو بطور اسراف و تبذیر خرچ کرتے اور اس سے اپنے رشتہ داروں کو مالدار بنا رہے ہیں۔

ابن سبا کی کامیابی | بیبا عرض کر چکا ہوں اہل عجم بھی یہودیوں کی طرح مسلمانوں

کے سخت دشمن تھے۔ اور موقع کی تاک میں تھے۔ دوسری بات یہ کہ ان کی فطرت میں شاہ پرستی کا جذبہ بھی تھا۔ ابن سبا نے

اہل بیت کے داعی کی حیثیت سے ان میں پراپیگنڈا شروع کیا۔ اس لئے سرزمینِ عجم میں اس کی اس تحریک کو بڑا فروغ ہوا۔ ابنِ سبا کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کا شیرازہ درہم برہم ہو جائے۔ اور ان کی یہ اجتماعی قوت منتشر ہو کر کمزور ہو جائے۔ اور اہل عجم اپنے جذبہ انتقام کے علاوہ ایک اور وجہ سے بھی سرگرم ہوئے۔ وہ چاہتے تھے کہ اسلامی خلافت ایسے موزوں قائل میں ڈھل جائے کہ ان کی خدمات یعنی حمایتِ اہل بیت کے صلہ میں ان کو حکومت میں زیادہ سے زیادہ حقوق حاصل ہوں۔ اور ممکن ہے ایک اور وجہ بھی ہو۔ اور وہ یہ کہ تاحی روایات سے ثابت ہے کہ یزدجرد شاہ ایران کی لڑکی شہربانو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھی۔ اس لئے وہ چاہتے تھے کہ خلافت کو اہل بیت کا حق قرار دے کر اس طریقہ سے شاہ پرستی کے جذبہ کو اس طرح پورا کریں کہ عجمی شاہزادی کی اولاد ہی کے لئے تاقیامت اس حق کو محفوظ آ دیں۔ غرض متعدد وجوہ کی بنا پر عراق وغیرہ میں ابنِ سبا کی تحریک خوب بار آور ہوئی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فطرتاً علیہم بطبع اور متمحل مزاج تھے۔ آپ میں غم و درگزر کا مادہ زیادہ تھا۔ اس لئے بعض عثمانی عمال سے بعض موقعوں پر بے عنوانیاں کچھ نہ کچھ سرزد ہو جاتی تھیں۔ اگرچہ علم کے بعد آپ اس کا تدارک کرتے تھے لیکن پھر حال یہ خالصین بائی کا پہاڑ بنا کر ان کو بدنام کرنے کے لئے خوب مشہور کر دیتے۔ اور لوگوں کو آپ سے بدظن کر دیتے۔

ابنِ سبا نے داعیوں اور تحریری پراپیگنڈا کے علاوہ خود عراق اور مصر وغیرہ میں جا کر سازشی جماعتیں قائم کیں۔ سب سے پہلے کتبہ میں عبداللہ بن عامر والی بصرہ کو اس سازش کا علم ہوا انہوں نے اس کو اپنے ہاں سے نکالا۔ یہاں سے مکہ کر وہ کو ذہن بچا۔ کو ذہ سے مکہ

دیا گیا۔ تو آخر میں جا کر اس نے مصر کو اپنا مستقر بنایا۔ غرض ہر جگہ ابنِ سبا کے پروپیگنڈے کا اثر کچھ نہ کچھ ضرور ہوا۔ عراق اس فتنہ کا مرکز بن گیا۔ چنانچہ کو ذہ اور بصرہ میں علانیہ حضرت عثمان کے مخالف پیدا ہو گئے۔ ہاں یہ بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ ابنِ سبا نے جہاں بھی جا کر فتنہ انگیزی کی۔ تو خفیہ لوگوں کو یہ بھی کہتا رہا کہ میں یہ سب سازشیں حضرت علی کے مشورہ سے کر رہا ہوں۔ میں ان کی جماعت کا آدمی ہوں۔ وہ خود کھل کر مقابلہ کرنا نہیں چاہتے ظاہر میں تو وہ اگرچہ حضرت عثمان کے ساتھ ملے ہوئے ہیں لیکن حقیقت میں وہ ان کے مخالف ہیں۔

اس خبیث نے اس شرارت سے بہت سے سادہ لوحوں کو جو دینہ مند وہ سے دور عراق و مصر میں تھے اپنے جال میں پھنسا یا۔

کو ذہ میں شرارت

کو ذہ میں انقلاب پسندوں (یا شیطان علی کہیے) کے سرغنہ اشتر نخعی، جندب بن کعب، ابن ذی الحکیم، صعصعہ، ابن الکواکب، کمیل، اور عمیرہ صابی تھے۔ ان کا کام حضرت عثمان کو بدنام کرنا تھا۔ اور ذرا ذرا سی بات پر فتنہ انگیزی کرتے تھے۔ حضرت عثمان کے خلاف نکتہ چینی تو بہت عرصہ سے شروع ہو گئی تھی۔ لیکن کسی کو آپ کے خلاف اٹھنے کی ہمت نہ ہوتی تھی۔ لیکن سبائیوں کی قوت مضبوط ہو جانے کے بعد سب سے اول سکرہ میں کو ذہ کا ایک انقلابی یزید بن زید قیس کے سبائیوں کو لے کر حضرت عثمان سے دست برداری کا مطالبہ کرنے کے لئے چلا۔ لیکن راستہ میں گرفتار ہونے کے بعد یہ کہا کہ

لے ابنِ اشتر ۳۵۵ ۵۵۵ حقیقت میں حضرت علی کے ساتھی نہ تھے صرف لوگوں کو بدبو کر دینے کے لئے اپنے کوشنیم علی کہتے تھے۔ اس لئے صرف ان کے دعویٰ کی بنا پر ان سبائیوں کو ہم بھی شیطان علی کے نام سے یاد کریں گے۔

میں صرف گورنر سعید بن العاص کی تبدیلی چاہتا تھا حضرت عثمان من و امان کے خواہاں تھے انہوں نے اس کو تبدیل کر کے ابو موسیٰ اشعری کو مقرر کر دیا۔

حضرت عثمان کی کوشش اصلاح | ان شرہروں کے پروپیگنڈا کے دفع

کرنے کے لئے حضرت عثمانؓ نے اصلاح حال کی پوری کوشش کی تحقیقاتی کمیشن مقرر کر دیئے عمال سے مشورہ لیا حضرت علیؓ نے بھی نہایت مناسب مشورے دیئے جن پر عمل کیا گیا تمام مالک محروسہ میں آپ نے ایک اعلان عام کر کے لوگوں کو تسلی دے دی حج کے موقع پر تمام عمال کو طلب کیا حقیقت حال معلوم کی غرض آپ نے فتنہ دفع کرنے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن ان سبا کی لگائی ہوئی آگ جس کو غمی ہوا دے دے کر اور بھڑکا رہے تھے بجھ نہ سکی اور اس بنا پر کن فتنے کا نتیجہ نکلا کہ حضرت ذوالنورینؓ ان باغیوں کے ہاتھوں بے گناہ و مظلوم شہید ہو گئے۔

آپ اصلاح حال کی کوششوں میں مصروف تھے اور فتنہ انگیز مدینہ منورہ پرورش کرنے کے لئے خط و کتابت کر رہے تھے حج کے بہانے سے کوثر، بصرہ اور مصر کے باغیوں نے مدینہ کا رخ کیا جمعہ کے دن مسجد نبوی کے اندر ہی حضرت خلیفہ ثالثؓ پر حملہ کر کے پتھر برسائے پھر مصری باغیوں کے گرد وہ نے مردان کے خط کا بہانہ بنا کر حملہ کیا مکان کا محاصرہ کر کے ہر شے اندر جانے سے روک دی آخر میں پانی تک بند کیا حضرت ام حبیبہؓ جو ان کے سمجھانے کے لئے تشریف لے گئیں ان کی شان میں ناملائم الفاظ استعمال کئے تمام مدینہ پر ان کا قبضہ ہو گیا حضرت علیؓ نے باہر سمجھا یا مگر اثر کچھ نہ ہوا کیونکہ محبت علیؓ تو ایک بہانہ تھا نہ ان کو اہل بیت سے کچھ سرور کار اور نہ حضرت علیؓ سے کچھ حقیقی تعلق تھا۔

حضرت عثمانؓ نے اتمام حجت کے لئے پُر سوز تقریریں کیں مگر وہ مستحکم کسی طرح نرم نہ ہوئے آخر کار انتہائی جفاکاریوں اور شقاوت کے ساتھ ان بد بختوں نے حضرت عثمانؓ کو شہید کیا۔

تاہم یہاں تک پڑھ کر سمجھ گئے ہوں گے کہ ابن سبا کی سازش کامیاب ہو گئی اور وہ یہودی جو انتقام لینے کی غرض سے مسلمانوں کا لباس پہن کر نمودار ہوا تھا اس نے عثمانؓ کے بگاڑنے کے ساتھ ساتھ اپنے مقصد میں بھی کامرانی حاصل کی اور اس نے ایک پوری جماعت باغیوں کی ایسی بنادی جو برائے نام اپنے کوشیعیان علی کہتے لیکن درحقیقت یہ ان یہودیوں اور عجمیوں کا گروہ تھا جو اس فریب سے مسلمانوں کے متبع شیرازہ کو پرانہ کر کے لئے اکٹھے ہو گئے تھے ابن سبا نے بعد میں چند نئے عقائد پیدا کر کے فرقے بنادیئے اس کی تفصیل آگے آئے گی اب تو اس کبت نے جو جو سیاسی چابا نیاں کر کے مسلمانوں کو تباہ و برباد کر دیا ہے وہ دیکھ لیجئے۔

حضرت علیؓ کی خلافت | حضرت عثمانؓ کی در داغیز شہادت کے بعد حضرت علیؓ خلیفہ مقرر ہو گئے۔

حضرت علیؓ کو سب سے اول قاتلین حضرت عثمانؓ قضا ص لینا تھا اور آپ چاہتے تھے کہ یہ مرحلہ سب سے پہلے طے ہو جائے لیکن چند دیندہ جوبات کی بنا پر آپ کو اس میں ناکامی ہوئی تمام صحابہ کرامؓ اور انوارِ اوجِ مطہرات پر اس دردناک شہادت کا بڑا اثر تھا اور بجائے اس لئے انہوں نے قاتلین سے قصاص کا مطالبہ پر زور طریقہ سے کیا حضرت علیؓ کی مجبور یوں تک شدت غم کی وجہ سے ان کی فطرت یہ پہنچ سکیں اس لئے وہ اصلاح و قصاص کے لئے آمادہ ہو گئے حضرت علیؓ کے لئے بھی یہ مسئلہ نہایت نازک تھا لیکن قیام نظم خلافت کے لئے مجبوراً ان کو بھی

اس خلیفہ کا دور دورہ ناک و اقبال کی بہت کچھ ہیں کچھ تو خود رکھ اس دور دورہ ناک کے کہیں نہیں جانی کہ اس کو بیان کیا جائے اور نیز مشورہ بھی ہے

نکلنا پڑا۔ بہت سے محتاط صحابہ نے دونوں طرف کی شرکت سے اپنے پہلو کو بچایا۔

مصالحت کی کوشش | کوفہ کے ایک رئیس اور خیر خواہ اُمت صحابی قنقاع بن عمرو

نے باہمی مصالحت کی کوشش کی۔ اور طرفین میں سفارت کا کام کر کے معاملہ کو بالکل سلجھا دیا۔ اور حضرت عائشہؓ کے ہاں سے واپس ہو کر آپ نے حضرت علیؓ کو مزید سنایا۔ آپؓ نے کہ بہت مسرور ہوئے اور مخلص مسلمانوں کی جماعت صلح کے لئے بالکل تیار ہو گئی۔ قنقاع نے تقریر کر کے فرمایا اب معاملات بالکل روبہ اصلاح ہو گئے ہیں اس لئے میں کل لوٹ جاؤں گا۔ تم لوگ بھی واپس جاؤ لیکن جن لوگوں نے حضرت عثمانؓ کے خون میں کسی قسم کی شرکت کی ہے۔ انہیں نہ ہم سے توقع رکھنی چاہیئے۔ اور نہ ہمارا ساتھ دینا چاہیئے۔

سیاہیوں کی فتنہ انگیزی | یہ رنگ دیکھ کر وہ لوگ جنہوں نے حضرت عثمانؓ کے خلاف

فتنہ بپا کیا تھا۔ اور اب حضرت عائشہؓ اور دوسرے اجلہ صحابہؓ کے خلاف ایک دوسرا فتنہ ابھارنا چاہتے تھے۔ اپنی حالت پر سخت پریشان ہوئے۔ چنانچہ ان کے سرگرد ہوں اشتر بنی۔ ابن السودا۔ خالد بن ولید۔ علی بن شہم۔ شریح بن ابی ادنی وغیرہ سبائی جماعت کے افراد نے مل کر مشورہ کیا۔ اشتر بنی نے کہا کہ علیؓ یقیناً خون عثمانؓ کا قصاص لیں گے۔ طلحہ و زبیرؓ کے رائے ہم لوگوں کے بارے میں کھلی ہوئی ہے۔ لیکن اب تک علیؓ کی رائے معلوم نہیں۔ اس لئے اگر یہ صلح ہو گئی تو پھر ہماری خیر نہیں ہم میں سے کسی کی جان نہ بچے گی۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ سب مل کر علیؓ کو بھی عثمانؓ کے پاس پہنچا دیں۔ کہ یہ قصہ ہی ختم ہو جائے۔ تاریخ طبری

لے دیکھئے جب غیثیوں کی شرارت کا مادہ کھل رہا ہے۔ اور شیعہ علیؓ ہونے کی حقیقت ظاہر ہونے والی ہے تو وہ اب کچھ ان علیؓ حضرت علیؓ کے متعلق کیا فیصلہ کرے والے ہیں۔ تاریخ کرام یہ یاد رکھیں کہ چونکہ حضرت علیؓ کے ساتھ

کے الفاظ یہ ہیں

وان یصلط لھو مع علی فاعلمو انتھاب

علی علی فلتعقدہ بعثان (طبری ص ۳۱۶)

لیکن بعضوں نے اس رائے سے اختلاف کیا کہ یہ کامیابی کی راہ نہیں۔ آخر میں ابن سودا نے کہا کہ علیؓ طلحہ و زبیرؓ کو غور و فکر کا موقع ہی نہ دو۔ اور مصالحت کی تکمیل سے پہلے فوج کے عوام کو ملا کر جنگ چھیڑ دو۔ جب ایک مرتبہ شعلہ بھڑک جائے گا۔ تو پھر حضرت علیؓ اپنے بچاؤ کے لئے جنگ پر مجبور ہو جائیں گے۔ اس رائے پر سب نے اتفاق کیا۔ جب حضرت علیؓ مقام ذی قار سے بصرہ پہنچ گئے تو آنے کے بعد آپ نے حضرت طلحہ و زبیرؓ سے صلح کی گفتگو کی اور مختلف فیہ مسائل کے زیر بحث آ جانے کے بعد بالاتفاق طے پایا کہ صلح ہی میں اُمت کی فلاح و بہبود ہے۔ اور مصالحت کی تکمیل کے بعد فریقین اپنے اپنے لشکر کا ہوں میں مسرور و مطمئن واپس آ گئے اور فیصلہ ہوا کہ سیدنا و منیرؓ کل مرتب ہو گا۔

مگر سیاحیوں کے لئے صلح تو بڑی شاق تھی اور دہراہ اندہ اندہ اپنی فتنہ انگیزیوں اور تدبیروں میں مصروف تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ اگر یہ بات بحیریت گذر جائے گی۔ تو صلح کو عام اعلان ہو جائے گا۔ اور لوگ اپنا

۴۴ اس لشکر میں بہت سے مخلص اور صحیح مسلمان اور صحابہ کرام بھی تھے جن کی حمایت کے خیال سے شریک تھے۔ اور اسی طرح وہ جنگ صفین وغیرہ میں بھی شامل رہے۔ اور انہوں نے اخیر تک حضرت علیؓ کا ساتھ دیا۔ اور وہ ہم اہل سنت والجماعت کے پیشوا و محترم ہیں حضرت علیؓ کے حقیقی شیعہ ہیں حضرت تھے۔ اور اسی فوج میں ہی سبائی شریعی شرارت کے ادا دوس سے شریک رہے۔ اور ہمیشہ دوستی کے لباس میں رہ کر حضرت امیر علیؓ کو تباہ اور وہ بھی اپنے کو شیعہ علیؓ کہتے تھے۔ اس لئے ہم آئندہ سامنے مضمون میں فرقہ پیاز کے لئے اس پہلے گروہ اہل حق و اخلاص کو غلط فہمی کے نام سے ذکر کریں گے اور

۴۴ اس لشکر میں بہت سے مخلص اور صحیح مسلمان اور صحابہ کرام بھی تھے جن کی حمایت کے خیال سے شریک تھے۔ اور اسی طرح وہ جنگ صفین وغیرہ میں بھی شامل رہے۔ اور انہوں نے اخیر تک حضرت علیؓ کا ساتھ دیا۔ اور وہ ہم اہل سنت والجماعت کے پیشوا و محترم ہیں حضرت علیؓ کے حقیقی شیعہ ہیں حضرت تھے۔ اور اسی فوج میں ہی سبائی شریعی شرارت کے ادا دوس سے شریک رہے۔ اور ہمیشہ دوستی کے لباس میں رہ کر حضرت امیر علیؓ کو تباہ اور وہ بھی اپنے کو شیعہ علیؓ کہتے تھے۔ اس لئے ہم آئندہ سامنے مضمون میں فرقہ پیاز کے لئے اس پہلے گروہ اہل حق و اخلاص کو غلط فہمی کے نام سے ذکر کریں گے اور

اپنا راستہ لے لیں گے۔ اس لئے انہوں نے طے کیا کہ صبح ہونے سے پہلے ہی اندھیرے میں دونوں فوجوں پر حملہ کر دیا جائے۔ سبائیوں نے حضرت عائشہ کی فوج پر اس حالت میں تیر پھینکے کہ وہ یہ اطمینان کئے بیٹھے تھے کہ صلح ہو گئی ہے انہوں نے حضرت علیؑ کے لشکر کی طرف سے اپنے اہل پیر تیر بہتے دیکھ کر سمجھا کہ شاید ہمارے ساتھ دھوکہ کیا گیا ہے اور ہمیں غافل اور خوابیدہ وطنوں رکھ کر ہم پر حملہ کیا جاتا ہے۔ انہوں نے جب جواب میں تیر پھینکے تو نیرت علیؑ کی فوج کے مخلصین نے جن کو سبائیوں کی پیش دستی کا علم نہ تھا یہ سمجھا کہ ہم کو صلح کے نام سے غافل رکھ کر حضرت عائشہؓ کی فوج نے دھوکہ کیا۔ اور ہم پر تیر برس رہی ہے تو انہوں نے اٹھ کر جواب میں تیر برس سانسے شروع کر دیئے اور اس طرح سبائیوں کی شرارت چل گئی اور صبح ہوتے ہوئے ایک ہنگامہ پیدا ہو گیا۔ حضرت علیؑ اور حضرت عائشہؓ دونوں نے روکنے کی کوشش کی لیکن اس ہنگامہ میں کسی کی نہ سنی گئی۔ اور صبح ہوتے ہوئے رات کا وہ دل آویز خواب پریشان ہو گیا۔ دونوں فوجوں میں سے ہر ایک دوسری کو بد عہد سمجھ کر اپنی مخالفت پر مجبور ہو گئی۔ اور ایک خونریز جنگ شروع ہو گئی جس کا نام تمام تاریخوں میں جنگ جمل رکھا گیا ہے۔

حضرت عثمان کے خون سے ہاتھوں کو رنگین کرنے کے بعد ان شیعوں نے اس جنگ جمل کو چھیر کر اور مصالحت کی تمام کوششوں پر پانی پھیر کر کہتے ہوئے ہزاروں کو فریقین سے شہید کیا۔ اور بصرہ کی سرزمین کو کس قدر صحرا پر کرام کے خون سے لالہ زار بنا دیا۔ مگر ان یہودیوں اور

لے اپنے پیش نظر قصد کیا پر جنگ جمل کی تفصیلات ذکر کرنے کی خاص ضرورت نہیں سمجھی گئی سبائیوں کے کارنامے بتلانے کے لئے جس قدر قلعے ان سے تھا وہ بیان کیا گیا۔

موجودیوں کے جذبہ انتقام کی آگ ابھی سرد کہاں ہوئی ہے۔ آگے آگے دیکھتے ہوتا ہے کیا

حضرت معاویہ کا مطالبہ قصاص | خاندان بنو امیہ کے

ایک قابل ترین فرد اور ہمیں بائیس برس سے مسلسل شام کے گورنر چلے آئے تھے۔ حضرت علیؑ نے غلبہ ہونے کے بعد ان کو گورنری سے معزول کرنا چاہا۔ لیکن بجائے معزول ہو جانے کے انہوں نے حضرت عثمانؓ کے قصاص کا مطالبہ پیش کر کے کہا۔ کہ تاہیں حضرت عثمانؓ آپ کے لشکر میں موجود اور آپ کے ساتھ ساتھ پھرتے ہیں۔ تو کیا آپ نے ان کو پناہ دی ہے۔ اس لئے آپ قاتل ہمارے حوالہ کریں۔ ورنہ ہم آپ کی خلافت تسلیم نہیں کر سکتے۔ اس سلسلے میں آپس میں خط و کتابت بڑی دیر تک جاری رہی۔ لیکن حضرت علیؑ اپنی تہا کی مجبوریوں کی وجہ سے اس وقت فوری طور پر یہ مطالبہ مان نہیں سکتے تھے۔ اور حضرت معاویہ اپنے مطالبہ کو چھوڑنے پر آمادہ نہ تھے۔ اس لئے دونوں طرف سے مقابلہ کے لئے تیاریاں کرنے کے سوا اور کوئی چارہ کار نہ تھا۔ غیر خواہ مسلمانوں نے اسے روکنے کی کوششیں کیں۔

کوشش مصالحت | چنانچہ شام کے ایک عابد و زاہد بزرگ ابوسلم خولانی نے اس بارے میں کافی

سعی کی۔ اور حضرت معاویہ کا خط لے کر حضرت علیؑ کے پاس آئے۔ جس میں قصاص کا مطالبہ تھا۔ اور دیکھا تھا کہ وہ مطالبہ پورا ہو جائے۔ تو ہم بیعت کرنے کے لئے بالکل تیار ہیں۔ ابوسلم خولانی نے حضرت علیؑ کو خط پیش کر کے فرمایا کہ آپ یہ مطالبہ پورا کیجئے اگر پھر بھی کوئی آپ کی مخالفت کرے گا۔ تو پھر ہم سب آپ کے مددگار ہوں گے۔ حضرت علیؑ نے ابوسلم کو تھرایا اور فرمایا۔ کل جواب دوں گا۔ دوسرے دن کوفہ کی جامع مسجد میں آپ سے ملے یہاں دیکھا کہ دس ہزار مسلح آدمی نعرہ لگا رہے ہیں کہ ہم سب عثمانؓ کے قاتل ہیں۔

ابو سلم نے کہا کہ شاید ان کو میرے آنے کا سبب معلوم ہو گیا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ میں نے ہر چند اس معاملے کو سلجھانے کی کوشش کی لیکن قاتلوں کا حوالہ کرنا میرے امکان میں نہیں۔ اور امیر معاویہؓ کے خط کا بھی یہ جواب دیا کہ میں خون عثمانؓ سے بالکل بہرہ یوں "یہ دس ہزار آدمی جنہوں نے غرے لگائے کہ ہم سب عثمانؓ کے قاتل ہیں" اس سبائی گروہ سے تعلق رکھتے تھے اور وہ نہیں چاہتے تھے کہ ابو سلمؓ ٹولانی کی یہ سزا موت کا میاب ہو کر کچھ مصالحت ہو جائے اور ماہی لوگوں کے اس قسم کے افعال و اقوال کی وجہ سے باہمی خط و کتابت بے نتیجہ رہی۔ اور آخر کار جمادی الاولیٰ ۳۵ھ سے مقام سفین میں باقاعدہ جنگ چھڑ گئی۔ جب کے پہلے میں جب جنگ شہر حرام کی وجہ سے روک دی گئی۔ تو فیخر خان امت نے میدان جنگ میں پھر صلح کی کوششیں شروع کیں۔ حضرت ابو الدرداءؓ اور ابو امامہؓ باہمی صلح کے لئے پہلے حضرت معاویہؓ کے پاس گئے۔ انہوں نے پھر وہی بات کہی کہ قاتلین حسینؓ ہمارے حوالہ کر دیں تو سب سے پہلے میں بیعت کروں گا۔

ان دونوں بزرگوں نے واپس جا کر جب حضرت معاویہؓ کا یہ مطالبہ حضرت علیؑ کو سنایا تو اسے سن کر حضرت علیؑ کی فوج سے بیس ہزار آدمی نکل پڑے۔ اور غرے لگایا کہ ہم سب عثمانؓ کے قاتل ہیں۔

یہ بیس ہزار درحقیقت وہی سبائی تھے۔ یا بعض وہ سلاو لوح جو ان کے دام فریب میں آکر ان کی ہاں میں ہاں ملا رہے تھے۔ اور اس طرح ہر موقع پر سبائیوں نے باہمی صلح و آشتی کی تمام کوششیں خاک میں ملا دیں۔ اور آخر کار "حرب سفین" کی وہ شہرہ آفاق اور خون ریز لڑائی ہو کر رہی جس میں پینتالیس ہزار شامی اور پچیس ہزار عراقی

قتل ہوئے اور آپس میں مسلمانوں کا خون اس بے دریغی کے ساتھ ساتھ بہا بہا کر سبائیوں نے ارمان بکھلا اور اس طریقہ سے انتقام لینے کی کوشش کی۔

الغرض سفین کی لڑائی پوری شدت کے ساتھ شروع ہوئی۔ اور عین معرکہ کا زمانہ میں جب شامی فوج کی قوت کمزور ہونے لگی تو حضرت عمرو بن العاصؓ کے مشورہ کی بنا پر شامیوں نے صلح کے لئے قرآن مجید کو بلند کیا جس پر حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ کی فوج کے بہت سے لوگ لڑائی کو ختم کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ حضرت علیؓ نے ہر چند سمجھایا کہ یہ ایک سیاسی تدبیر ہے اور ہمارے قہر مند یمنقریب ہونے والی ہے جس کے بعد معاہدہ بالکل فیصلہ ہو کر ختم ہو جائے گا۔ مگر جن لوگوں کا مقصد ہی یہ تھا کہ قطعی طور سے یہ فیصلہ ہی نہ ہو جائے۔ بلکہ ماہ النزاع ہمیشہ کے لئے کچھ نہ کچھ باقی رہے انہوں نے حکیم کو منطوقہ کر کے لڑائی روک دی۔ اور یہ وہی لوگ تھے جو شیعیان علیؑ کہلانے اور درحقیقت لڑائی کی آگ بھڑکانے والے تھے۔

کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ شیعیان علیؑ نے بہت اچھا کام کیا کہ مصالحت کے لئے آمادہ ہو کر جنگ و جدال چھوڑ گئے۔ کیونکہ یہ تو انہوں نے حضرت علیؑ سے عین ایسے موقع پر لے و فائی کی۔ جبکہ وہ بالکل کا میاب ہونے والے تھے۔ اور ان کی غرض بھی اس سے واقعی صلح پسندی نہ تھی۔ بلکہ حرب و ضرب کی تکالیف سے جان بچانا۔ اور باہمی جھگڑے کے لئے دونوں فریقوں کو باقی رکھنا اور نازہ دم کرنا ہی مقصد تھا۔ اس لئے خود ان سبائیوں ہی میں سے بعض نے تو ان الحکمہ الا للہ کا کلمہ حق اویں۔ اباطیل کا نعرہ بلند کر کے حضرت علیؑ سے خروج و بغاوت کی جو خارجی فرقہ کے نام سے مشہور ہو گئے۔ اور انہوں نے حضرت عثمانؓ ذوالنورینؓ کے ساتھ خود حضرت علیؑ کو بھی بدت طاعت اور فساد سبب بنایا۔ اور ان کے ہاتھوں

حضرت علیؑ کو سخت تکلیفیں اور پریشانیاں پہنچیں جتنی کہ ابن ہجیم کے ہاتھ سے جو ان ہی میں سے ایک شقی القوم تھا۔ آپ نے آخر کار جام شہادت نوش کیا۔ اور داصل رحمت رضوان ہو گئے۔

غرض سمجھنا چاہیے کہ خواہ ج بھی مباحی شجرہ خبیثہ کی ایک شاخ ہے چونکہ سبائیوں کو در حقیقت حضرت علیؑ اور حضرات اہل بیت سے کوئی محبت و مودت نہ تھی۔ صرف تفریق بین المؤمنین اور مسلمانوں کے ذہاب مع کی غرض سے اس چیز کو ایک آلہ کار اور ذریعہ حصول مقصد بنا رہے تھے۔ اور اسی ذریعہ کو استعمال کر کے انہیں کامیابی ہو گئی۔ اور حرب چل کا نظارہ انہوں نے دکھایا دیا۔ تو اب ضروری تھا کہ اب اس مقصد تفریق بین المسلمین کے لئے کسی اور تیز دھاوا والے آلے کو کام میں لائیں جس سے ایک اور تفریق پیدا ہو جائے۔ اور حضرت معاویہؓ کی فوج تو پہلے جدا ہو گئی ہے۔ اب خود حضرت علیؑ کی فوج کو بھی دو ٹکڑے کر دیں چنانچہ اسی ان الحکم الا للہ کو لے کر انہوں نے ملوی فوج میں رضہ اندازی کی سعی کی۔ اور ہزاروں کے مجمع کو اپنے ساتھ ملا کر اس کی مخالفت پر کمر بستہ ہو گئے۔ سادہ ایک نئے فرقہ کی بنیاد پڑ گئی۔ جس کی تاریخ بہت طویل ہے مضمون کو اختلاط سے اور قارئین کے ذہن کو انتشار سے بچانے کے لئے ہم اس کی تفصیل کو چھوڑ کر مقصد کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اور صرف یہی تاریخ بتلاتے ہیں کہ سبائیوں نے شیعہ علیؑ بن کر محبت علیؑ کے پرے میں کیا کیا۔ اور کس قدر فتنے اٹھائے۔

ابن سبا کی مذہبی گمراہیاں اور شیعہ فرقے

یہاں تک تو آپ کے سامنے وہ واقعات رکھ دیئے گئے جو ابن سبا یہودی کی شرارتوں سے ظہور پذیر ہو گئے یہ تو اس کی وہ کامیابی تھی جو اس کو سیاسی طور سے

حاصل ہو گئی تھی۔ اس نے اور اس کے پیروکاروں نے مسلمانوں کو آپس میں آخر لڑا کر خونریزی کرائی۔ اور مسلمانوں کی ایک متحدہ جماعت کا شیرازہ وہ ہم ہم کہ دیا۔ اور خود یہی کام بھی بجائے خود ایک نہایت عظیم الشان جرم تھا۔ لیکن اس نے صرف اس قدر بس کہا کیا۔ اسی کے ساتھ ساتھ اس نے مسلمانوں کے عقائد میں رخنہ اندازی کی ابتدا کی۔ اور اغوا و اضلال کا سلسلہ شروع کیا۔ لیکن چونکہ وہ ایک تجربہ کار اور جہاں ندیدہ اور ابلیس کا پختہ شاگرد تھا۔ اس لئے اس نے اس سلسلہ میں بھی ایسا اقدام نہیں کیا جو عاجلانہ اور ناکامیاب ہو بلکہ ایک بڑی چالاک اور مہارت سے تحریک عقائد کا کام شروع کرنے لگا۔ جس کی تفصیل یہ ہے۔

کہ اول اول تو اس نے خاندان نبوت اور اہل بیت کرام کے ساتھ نایاب محبت و مودت کی ترغیب شروع کی۔ اور اس امر شروع کے استحکام میں اس نے خوب زور لگا دیا۔ بار بار تاکید کی۔ اور بیان کیا کہ جو خلیفہ برحق ہو اس کی اطاعت و حمایت نہایت ضروری اور اس کے مخالفین و معاندین سے اجتناب نہایت اہم ہے۔ یہ بات تو آج بھی تھی اس لئے تمام اہل اسلام کے ہاں خود مرغوب ہو گئی۔ اور سب نے سمجھا کہ یہ سب کچھ شاید خیر خواہی اور صدق و اخلاص سے کہہ رہا ہے۔

جب بار بار کی ترغیب و تشویق سے لوگوں کے دلوں میں یہ بٹھا گیا۔ تو اب اس نے تقریر ذرا اور رنگ میں بدلتی شروع کی۔ کہنے لگا کہ حقیقت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام امت میں افضل حضرت علیؑ ہیں۔ وہ ہی حضور کے دسی اور نائب و خلیفہ ہیں۔ آپ کی دامادی کا شرف ان کو حاصل ہے۔ اور اس سلسلہ میں حضرت تفریق کے فضائل و مناقب کی آیتیں اور حدیثیں بیان کرنی شروع کیں۔ اور مجمع احادیث کے ساتھ ساتھ کچھ اپنی

طرف سے من گھڑت حدیثیں بھی آپ کے فضائل و مناقب کے متعلق پیش کرتا رہتا تھا چنانچہ اس کے بہت سے شاگرد پیدا ہو گئے جنہوں نے واقعی یہ عقیدہ رکھا کہ افضل الصحاہ حضرت مرتضیٰ ہیں۔ اور وہ وصی اور خلیفہ ہیں۔ اب جب یہ بات ذہنوں میں خوب جم گئی تو ذرا قدرے قدم آگے بڑھانے لگا۔ اور اپنے اپنے خاص شاگردوں اور پیاروں میں ایک اور بات پھیلانے لگا کہ چونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی ہیں حضور نے نص صریح کے ساتھ ان کو خلیفہ اول مقرر کیا تھا۔ اور قرآن مجید کی آیت انما ولیکم اللہ ورسولہ سے بھی ان کی خلافت مستنبط ہوتی ہے۔ لیکن تمام صحابہ نے انکو ذواللہ جہ و ظلم اور مکرو فریب سے کام لے کر رسول کی وصیت کو ضائع کیا۔ اور خدا و رسول کی اطاعت نہ کر کے نافرمانی کی۔ اور حضرت مرتضیٰ کے حق کو غضب و سلب کر دیا اور دنیا کے حصول کے لئے وہ تمام صحابہ دین سے برگشتہ ہو گئے۔ واقعہ مذکور کو اپنی دلیل میں پیش کر کے اپنے مدعا کو ثابت کرتے۔ اس گمراہی تعلیم کے پھیلانے کے ساتھ ساتھ اس کی مزید چالاکी یہ بھی تھی کہ اپنے شاگردوں میں سے ہر ایک کو خوب سمجھانے سکھانے کے بعد یہ تاکید کرتا کہ خبردار! دیکھنا یہ راہ کی باتیں ہیں جو خاص میں نے تم کو شفقتاً بتلا دیں۔ اس لئے اگر کسی کے ساتھ اس بارے میں گفتگو ہو جائے۔ اور یہ بحث چھڑ جائے تو میرا نام ہرگز نہ لینا۔ بلکہ ظاہر مجھ سے تنفر و بیزاری کا اظہار بھی کر دینا۔ اس لئے گمراہ مقصد تو صرف حق کی تبلیغ اور اظہار واقعہ اور آپ لوگوں کی خیر خواہی اور مخلصانہ نصیحت ہے۔ مجھے نام و نمود کی کوئی ضرورت نہیں اس لئے ان عقائد پر مضبوطی سے جمے رہو۔

چنانچہ ان عقائد کے پھیلنے اور اس قسم کی گفت و شنید بحث مباحثے اور صحابہ کرام اور خلفاء ثلاثہ رضی اللہ

عنہم کے سب و شتم و غیرہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت علیؑ کے لشکر میں مناظرے و مجادلے شروع ہو گئے۔ اور اضطراب پھیل گیا۔ ہوتے ہوتے جب حضرت علیؑ کو ان باتوں کی خبر پہنچی۔ تو آپ نے منبر پر چڑھ کر برملا اعلان کیا۔ اور اس گمراہ سے اور ایسے عقیدے والوں سے اپنی پوری بیزاری اور برات کا اعلان فرمایا۔

اور آپ نے اعلان فرمایا کہ جو کوئی مجھے حضرات شیخین پر فضیلت دے جلد جلد المفتری تو میں ضرور اس کو درے مار کر مزار دوں گا۔ اور ایک روایت میں آپ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا۔

لعن اللہ من اضرہا لہما الا الحسن البہیل و ستری ذلک انشاء اللہ تعالیٰ۔ خدا اس شخص پر لعنت کرے جو ان دونوں حضرات کے متعلق حسن و خوبی اور نیکی کے سوا کوئی اور بات دل میں رکھتا ہے۔ اور تو اس کو عنقریب دیکھ ہی لے گا۔

حضرت سید بن غفثہ روایت کرتے ہیں کہ میں کوثر میں ایک ایسی قوم کے پاس ہو کر گذرا جو حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کی تفیص و توجہ کر رہی تھی میں حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا۔ ان کی یہ جسارت اور دیدہ و بینی کی جہالت شاید اس خیال کی بنا پر ہے کہ وہ یقین کرتے ہیں کہ آپ کے دل میں بھی وہی باتیں ہیں۔ جن کو وہ علیؑ اعلان بیان کرتے رہتے ہیں۔ ابن سبا بھی ان لوگوں میں سے بلکہ اسی نے اول اول اس چیز کو پھیلا یا ہے۔ حضرت علیؑ نے جواب میں فرمایا کہ انو ذبا لشہ میں اس سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں کہ ان حضرات کے متعلق میرے دل میں کچھ کدورت بھی ہو۔ پھر اٹھ کھڑے ہوئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھ کو بھی ساتھ مسجد میں لے گئے پھر منبر پر چڑھ گئے اپنی سفید دھڑی کو سٹھی سے پکڑا۔ اور آنسو آپ کی

داڑھی مبارک پر آنکھوں سے آنکھ گر رہے تھے۔ ادھر
ادھر مسجد کے کناروں کی طرف نظر اٹھا اٹھا کر دیکھ رہے
تھے یہاں تک کہ لوگ جمع ہو گئے۔ تو آپ نے یوں تقریر
فرمائی۔

ماہاں اقوام ینکر دن انوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلمہ و ذریعہ وصاحیہ و سیدی قریش و ابوی المسلمین وانا
برئ حایندر وون وعلیہ معاقبہ صحبا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلمہ بالجد و الوفاء و الجڈ فی امر اللہ یا مروءت وینصیات
و یقضیان و یعاتبان لا یری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کرا یمار یا و لا یحب کچھ بٹا مایری من غرمہما فی امر اللہ
فقبض و هو غنہما راض و المسلمون راضون فہا قبا و ذا
فی امرہما دیر تھا راضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و مر
فی جہانہ و بعد موتہ فقبض علی ذلک جہما اللہ فوالذی نلق
الحیة وبری النہة لا یحبہما الا مومن فاضل و لا یبغضہما
الا شقی مادق و جہما قریبہ و بغضہما مروءت الخ
دفعہ اثنا عشر یہ مذہبہ الخ کتاب الطواق الخ ماہر فی مباحث الامامہ
یحییٰ بن حمزہ ذہیری نیز تیس تیس علامہ ابن جوزی (۱۲۰۱۳)

(ترجمہ) ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے ان دو بھائیوں، دو نہیروں اور ساتھیوں اور تمام
قریش کے سرداروں اور تمام مسلمانوں کے بایوں کو دیرائی
کے ساتھ یاد کرتے ہیں۔ یہ لوگ جو کچھ ذکر کرتے ہیں میں اس
سے بالکل برہی ہوں اور اس پر میرا دردوں گا۔ دونوں حضرات
کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پوری کوشش اور فادائی
کے ساتھ حاصل ہوئی۔ اور اللہ تعالیٰ کے حکم میں سعی کی دنوں
نے حکمرانی کی۔ لوگوں کو یہ باتوں سے روکتے تھے فیصلے کرتے
اور مراد دیتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی رائے کے
مقابلہ میں اور کسی کی رائے پسند نہیں فرمائی۔ اور جس قدر
محبت و تعلق ان سے رکھا اور کسی کے ساتھ اس قدر محبت
نہیں رکھی۔ کیونکہ حضور دیکھ رہے ہیں کہ یہ دونوں اللہ تعالیٰ

کے احکام میں کس قدر مقبولی کے ساتھ حصہ لے رہے ہیں۔
پس حضور وفات پا گئے۔ ایسی حالت میں کہ ان دونوں سے
راضی تھے۔ اور مسلمان بھی ان سے راضی حضور کی زندگی میں
بھی اور آپ کی وفات کے بعد بھی ان دونوں نے اپنے
کار و بار خلافت میں اور اپنی سیرت و کردار میں حضور کی رائے
اور حکم سے کوئی تجاوز نہیں کیا۔ اور وہ دونوں اسی حالت
میں انتقال فرما گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں پر رحم فرمائے
پس قسم ہے اس ذات کی جو دانہ میں سے درخت نکلتا
ہے اور ارواح کو پیدا کرتا ہے کہ ان دونوں سے محبت دہی
رکھا ہے جو بلند مرتبہ اور ایماندار ہو۔ اور ان دونوں سے
بغض و عناد وہی رکھا ہے جو بدبخت اور دین سے خارج ہو۔
ان دونوں کی محبت ایک کارِ ثواب اور موجب قرب ہے۔
اور ان کے ساتھ بغض دین سے خرواج۔

غرض حضرت علیؑ نے بہت کوشش کی کہ شیخین پر آپ
کی تفضیل کا عقیدہ اور حضرات شیخین کے متعلق کسی قسم
کی بدظنی کسی طرح نہ پھیلے۔ اور آپ نے اس زمانہ میں ان ہر
دو حضرات کے مناقب و فضائل بار بار بیان کئے اور مجمعوں
لوگوں کے سامنے تقریریں کیں اور خوب سمجھایا۔

جب ابن سنانے دیکھا کہ یہ شرارت بھی اثر نہ کر سکی اور تیر
نشانہ پر جا کر بیٹھ گیا۔ ثواب کچھ اور بڑھنے لگا۔ مسلمانوں کے

لے آج کل کے روافض کا طریقہ یہ ہے کہ خود شیعہ کتابوں سے جب حضرت علیؑ
کے وہ اقوال پیش کئے جائیں جو اس سلسلہ میں منقول ہیں تو ان کا یہ جواب
دیتے ہیں کہ انہوں نے تفسیر کیا مگر خود سوچنے کی بات ہے کہ جب حضرت

علیؑ کا زمانہ خلافت ہے۔ اتنے ہزاروں شیعوں کی حمایت میں کربلا میں پہنچ
لو کہ عیوں کا رجحان بھی یہی ہے کہ ان کے مناقب و فضائل بیان ہوں تو اب
تفسیر و کس وجہ سے کہہ رہے ہیں ان ہزاروں نے حضرت شیعہ خدا کو ایسا بزدل
کیوں سمجھا ہے کہ اپنے ذمہ اتنے آدمی بھی وہ ڈر کے مارے حق گوئی سے لڑتے
تھے اور صدیقی و فاروقی دور خلافت کو عرصہ زندگی تھا اور اب بھی تفسیر کہہ رہے ہیں؟

عقائد کو بگاڑنے اور آپس کے مناظروں اور محاذوں میں لگنے کے بعد اب بھی اس نے اپنے خاص الخاص شاگردوں اور مریدوں کو ایک اور دام میں پھنسانے لگا۔ اُن کو علیحدہ تنہا کسی خلوت خانہ میں بلا کر اور پورا عہدِ یشاق لے کر کہتا کہ اب ایک اور راز بتانا چاہتا ہوں کہ دیکھو حضرت علی مرتضیٰ سے بعض ایسے کام بھی صادر ہوئے ہیں کہ وہ مفقود و مبشر نہیں۔ بتایا کہ خواہی عادات، قلب اعیان، اختیار غیب، بیان حقائق الہیہ و کونینہ، محاسبات دقیقہ، جوابات حاضروہ، بلاغت عبارت، فصاحت الفاظ، مذہب و تقویٰ شجاعت مغرط و غیرہ وغیرہ امور آپ سے اس کثرت سے ظاہر ہوئے ہیں جس کی کوئی حد نہیں تو تم کیا سمجھتے ہو یہ تمام کہاں سے ہیں اور اس کا مشیر کیا ہے۔ تمام نے کہا کہ ہم بھلائے سے عاجز ہیں۔ آپ اس کی

عقدہ کشائی کریں۔ اس پر ابن سبائے لوگوں کو اس کے سمجھنے کا بہت شوق دلایا۔ اور ساتھ ہی تاکید بلیغ بھی کی کہ یہ رموز و اسرار میں سے ہے۔ پھر اپنے دام افتادوں کو بتایا کہ یا آپ جو آپ سے ظاہر ہوتی ہیں۔ آپ کی الوہیت کے خواص ہیں اور آپ ہوتے ماسوت کے لباس میں جلوہ پیرا ہوئے تھے۔

”فَاعْلَمُوا انّ علیا هو الاله ولا اله الا هو اور اس دن سے پیران ابن سبا حضرت علیؑ کو (معاذ اللہ) خدا کہنے لگے۔ جب حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ کو ابن سبا کی شتر نگیزی کا علم ہوا تو آپ نے ابن سبا اور اس کے پیروؤں کی گرفتاری کا حکم دیا۔ کچھ تو بھاگ گئے۔ اور ابن سبا مدائن کی طرف جلاوطن کر دیا گیا۔ وہاں بھی وہ مفسدہ پڑاؤی سے باز نہ آیا۔

(باقی آئندہ)

اطلاعات

دارالعلوم عزیزیہ کا کام بحسن و خوبی حسب سابق چل رہا ہے حضرات مدین اور تمام طلبہ اپنے فرائض و مشاغل میں نہایت شوق اہتمام کے ساتھ مصروف ہیں۔ جون کے اوائل میں حزب الانصار کی طرف سے ایک تبلیغی وفد مولانا افتخار احمد صاحب کی سرکردگی میں فتح شاہ پورہ و ضلع جہلم کے مختلف دیہات کا دورہ شروع کرے گا۔ اتنا وعدہ پھر و گرام مرتب ہو چکا ہے اور ہر طرف سے دعوتیں آ رہی ہیں۔ کوشش کی جائے گی۔ کہ تمام متعلقین و متعلین کی آمد نو میں پوری کی جائیں اور ہر جگہ پر چمکے تبلیغ حق کا فریضہ ادا کیا جائے۔

دار برحق کی مجلس حزب الانصار کے ناظم اعلیٰ ساجی نواز احمد صاحب اگرچہ نہایت تندی اور پوری سعی و محنت کے ساتھ کام کر رہے تھے لیکن تجارتی مشاغل اور دوسری ضروریات کی وجہ سے تمام بوجھ اُن پر ڈال دینا مناسب تھا اس لئے ان کی امداد و اعانت اور کام میں ہاتھ بٹانے

کیلئے مولوی عبداللہ صاحب کو جلاؤی کو نائب ناظم مقرر کر دیا گیا اور مولوی عبدالرحمن صاحب خزانچی مقرر ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو اور دوسرے تمام ممبران مجلس کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ شوق و ذوق کے ساتھ اس دینی اور ملکی خدمت میں مصروف و متہمک رہیں۔

فوج محمدی | امر وہ (یو۔ پی) سے محمد محمود صاحب صدیقی جنرل سکریٹری فوج محمدی اطلاع دیتے ہیں کہ ہم نے امرہ میں فوج محمدی قائم کر دی ہے۔ اور ارادہ یہ ہے کہ وہ یہاں میں بھی قائم کریں ہم کوشش کر رہے ہیں کہ جلد جگہ دفتر اور رضا کار بنائیں۔ آپ بے رواد کریں رسالہ بھی بھیج دیا کریں مجلس الاسلام کی اشاعت صحائف کے لئے بہت کامیاب ہے۔ اور اس کے مطالعہ سے مسلمان قادیانی اور شیعوہ وغیرہ فرقوں سے مقابلہ کر سکتا ہے۔ ہمارا یہ بھی ارادہ ہے کہ ہم فوج محمدی کا ایک سالانہ جلسہ امرہ یہاں ہی میں کریں۔

حضرت امیر حزب الانصار کی یاد میں اُن کے دوستوں کے حین السنو حضرت صاحبزادہ محبوب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب گرامی

حیف در چشمِ زدن محبتِ یارِ آخر شد
روئے گل سیر نہ دیدم در بہارِ آخر شد

مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ! ہم سے ایک ایسا شخص جدا ہوا۔ جس نے اللہ کے لئے زندگی بسر کی۔ اس نے اپنی زندگی کا نصب العین اور مقصد وحید اسلام کی خدمت قرار دیا۔ اور اس مقصد کے لئے سر و سرِ طرکی بازی لگا دی جب دیکھا کہ اس کے نصب العین اور مقصد وحید اسلام پر حرف آ رہا ہے تو بلا خوف و ہمت لائٹ سینہ تان کر ڈٹ گیا۔ اس جادۂ حق سے نہ پادشاہوں کا رعب و سیاست اس کو ڈگمگاسہ نہ اُمراء و رؤسا کا کیسہ پُر نہ۔ نہ کسی خطیب کی جاد و بیانی اس کو ڈھیلا کر سکی نہ رفقا کی رفاقت کہنے۔ اس نے محبوب (اسلام) کے لئے ہر محاذ پر جنگ کی اگر نہ بان سے محبوب پر نکتہ چینی کی گئی (خواہ وہ نکتہ چینی کتنی پہلے معلوم اور خفیف ہو) تو اپنی زبان کو ہر افشاں سے اس کو کاٹ کر رکھ دیا۔ اگر قلم لے کر مخالف حملہ آور ہوا تو سلطانِ اقل قلم نے قلم سے اس کا سر قلم کر دیا۔ اگر کسی دشمنِ اسلام نے عسکری تنظیم وغیرہ کے پردہ میں اپنا پردہ پینٹ کرنا چاہا۔ اور نوجوان بریرِ جاد و چلتا دیکھا تو اس کے دور اندیش دماغ اور خود دین نگاہ نے عسکری تنظیم کا حکم بلند کر دیا۔ اور بلند ہمت سے قلیل عرصہ میں وہ کہہ دکھایا جو دوسرے سالہا سال میں کہہ پائے تھے۔ ملک کے طول و عرض میں ہر جگہ فوج محمدی کی شاخیں قائم ہو گئیں۔ اور مرکزی مقامات پر عظیم الشان گیمپ لگائے گئے۔ اس علاج بالمثل سے نوجوان کو

زندہ و اتحاد کے زہر سے بچا لیا۔

اگر قادیانیوں کا وفد اپنے خزانہ عامرہ کے بل بوتے پر ہندوستان بھر میں تبلیغ کرنے نکلا تو یہ فقیر نے نوا اللہ کے بھروسے پر اُن کے تعاقب میں ہو لیا۔ اور رنگون تک ہر جگہ ان کو شکست فاش دی۔ بالآخر درد و غم کو تابانہ آتش بہایدہ سائندہ ان کو قادیان میں محصور کر کے چھوڑا۔ پھر وہ جو قادیان کے بعد مرزا یوں کے لئے دوسرا مقدس شہر ہے۔ ان ہی کے دہود گرامی اور مسلسل تبلیغ ہی کا اثر تھا کہ پھر وہیں اس قدم بہ قدم ہو کر رہ گئے۔ کہ کو چوبازانہ میں باوجود ڈھٹائی کے تبلیغ کرنا بلکہ اظہارِ مرزائیت کرنا انکے لئے دشوار ہو گیا۔ فحجزا کا اللہ احسن الجزاء۔

رفض کے فتنہ کے متعلق وہ عالمگیر کام کیا جو برقی دنیا تک یاد رہے گا۔ دور سے کر کے عوام کو ان کے فتنہ و دجل سے آگاہ کیا۔ ان کے ساتھ کامیاب مناظرے کئے۔

..... مدح صحابہ کی تحریک شروع ہوئی تو وہ مرد مجاہد میدان میں آ گیا۔ اپنی شعلہ بیان تقریروں سے ملک میں جوش پیدا کر دیا۔ بالآخر اس سلسلہ میں قید و بند کی صعوبتیں بردھیں لیکن استقلال میں فرق نہ آیا۔ اور رفس میں سور اسر فیل لکھ کر ایسی یادگار چھوڑی جو ان کے اعمالِ حسنہ میں سب سے زیادہ نمایاں ہے۔

اس کے علاوہ جو ضمنی فتنے سر اٹھائے آپ اپنی نداد ذہانت و فطانت سے نئے فتنوں کو بھاپ لیتے جو آگے جا کر ایک عظیم فتنہ پینے والے ہوتے۔ تو ان کی بروقت سرکوبی کے لئے شمشیر برہنہ بن جاتے۔ اور اپنی مدلل تقریروں اور برہن

نہ رہ سکی۔ اگر میں یہ کہوں تو یقیناً مبالغہ نہ ہو گا کہ آپ کے مورث اعلیٰ سے لے کر مولانا مرحوم تک جہد بہ جہد تعمیرِ کار جو کام مختلف حضرات نے کیا اس بلند ہمت شخصیت نے مدد و دلی میں تنہا کر کے دکھا دیا۔

فیض روح القدس ابنا مدد فرما یہ
دگر اہم بکنند آ نچا سب میسر د

ایسا حیل القدر اور عظیم الشان کتب خانہ قائم کیا جس کی نظیر شمال مغربی پنجاب میں تلاش کرنا سعی لا حاصل ہے۔ نہ مدت کتب اور سلیقہ کے لحاظ سے تو اس خوبی کا کتب خانہ شاید ہی کہیں ہو بڑے بڑے علمی اور متمول اداروں سے زمانہ طویل میں ادب کتب فراہم نہ ہو سکیں جو انہوں نے جمیا کر دکھائیں شیعہ مذہب کے متعلق نایاب کتب جو ہندوستان بھر میں کہیں دستیاب نہیں ہوتیں۔ انتھک سعی و مسلسل جدوجہد سے زمین کتب خانہ کر کے چھوڑیں۔ دوسرے دنوں کی کتابوں کا تو کیا شمار ہے۔

سالانہ تبلیغی جلسہ کا میعار اس قدر بلند رکھا کہ ایک طرف تو آئندہ کے لئے اس لائن پر کام کرنے والوں کے لئے ایک بہترین نمونہ ہے۔ تو دوسری طرف انتظام کی خوبی اور اہتمام کی ہمہ گیری اور ہر معاملہ میں بہترین تجویزوں کے سوچنے کا مشکل کام اس طرح نہ ہو سکتے کا تصور وہاں روح میں رہا ہے۔ میں ان کے مختلف اوصاف کے متعلق کہاں تک لکھوں اور مجھ ایسا ہیچمان لکھ کیا سکتا ہے۔

اس پر ہر طرح یہ کہ اس سارے کارخانہ کے چلانے والا ظاہراً و باطناً وہ فقیر بے نوا کمر آہنی عزم والا بیدار مغز فقیہ و نظیر مدبر اکمل تھا کوئی سرمایہ دار تو اس کے ساتھ کیا ہوتا صرف مشیر کا دنیا حوصلہ افزا بھی کوئی نہ تھا۔ بلکہ تنہا وہ ایک جماعت ایک مجلس شوریٰ اور ایک فعال مجلس عاملہ تھا۔ عرصہ آچہ خوباں ہمہ دائرہ نہ تو تنہا داری مخالف مختلف طریقوں سے اس کے سدا رہا ہوئے۔ اس کے کام میں روڑا اٹکانے

تحریروں سے اس کا استیصال فرما کر اور پشت از بام کر کے دم لیتے بلکہ مستقبل میں آنے والے فتنوں کو اپنی فقیہانہ نظیر نراست سے تار کر عوام سے لے کر علماء و مشائخ تک متنبہ کرنے سیاست چاہلی کے ڈگر پر کام کرنے والے لیڈروں پر شدید نکتہ چینی فرماتے رہے۔ اور ہمیشہ ان کو ان کے کام کے بڑے نتائج سے آگاہ فرمایا۔ پھر اسی پریس نہیں بلکہ دوسری طرف اس سے کہیں نہ زیادہ تعمیری کام کیا۔ عظیم الشان مدرسہ قائم کیا۔ اور اس کے مختلف شعبے بنائے۔ ملک بھر کے چیدہ علماء کو دقتاً وقتاً اس میں درس رکھا۔ ہر شعبہ کا اہتمام اس خوش اسلوبی سے کیا جو قلم بیان کرنے سے قاصر ہے کئی ہزار میل پرہونے کے باوجود مدرسین اور طلبہ کی ایک ایک حرکت سے باخبر کارکنوں کی ادنیٰ انگلیفوں کا احساس اس پر طرہ یہ کہ اپنی عدم موجودگی کے باوجود انتظام اور اہتمام میں سزاوہ تفاوت نہ آتا۔

اہل نظر سے پوشیدہ نہیں کہ فی زمانہ نشر و اشاعت کس قدر موثر اور مفید حربہ ہے۔ واہ رہے ظہور احمد کہ باوجود بید مصروفیتوں کے اس میدان میں بھی کسی ریس سے بڑے سرمایہ دار گروہ سے پیچھے نہیں رہا بلکہ اس شعبہ کے انتقال اور حسن اہتمام میں آگے ہی نکل گیا مستقل آئین (شمس الاسلام) کے علاوہ بیسیوں کتابیں اور سینکڑوں پمفلٹ شائع کئے اور ملک کے طول و عرض میں ان کی تشہیر کی یہ ایک عظیم الشان مستقل شعبہ تھا۔ الغرض بطائف الحیل دشمنان اسلام کی میدان شکنی کی ہر میدان میں بفضلہ تعالیٰ اپنی ہمت مردانہ سے فائز ہوا رہا۔

مسجد کی مرمت اور متعلقات کی تعمیر اس شدید ابتلا کے زمانہ میں جبکہ شیطانی الانس والجن کے برپا کئے ہوئے طوفان کے سبب سے ہر چیز پوش و بانی کی حد تک گراں بلکہ نایاب ہے جس تسلسل اور خوبی سے جاری رکھی وہ اس کا حصہ تھا۔ سابقین سے بہتر سے بہتر وقت میں بھی اس تسلسل سے جاری

اور اندرونی فطرت پیدا کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گذار نہ کیا۔ پھر سربراہان نے پوری کوشش کی کہ اس مشہور عالم خطیب اور اعلیٰ ترین سلطان القلم کی اندرونی مشکلات سے فائدہ اٹھائے۔ اور اس عظیم المثال دماغ کو ہاتھ میں لے کر اس کی ہمت مردانہ کی کنالفا میں داد و دل کہ مشکلات کے وقت اس کے تدبیروں میں لغزش نہ تو کیا آتی بلکہ اور زیادہ مضبوطی سے جم گیا۔ گویا ایک کوہ وقار ہے ایک مضبوط ترین چٹان ہے جس کو کوئی طوفان باد و باران اپنی جگہ سے نہیں ہلا سکتا۔ اسی سیرت اور کردار کی پختگی نے مخالفوں تک کے دل میں اس کا بے پناہ وقار پیدا کر دیا اور اس کی عزت کرنے میں یگانہ اور بیگانہ یکساں مجبور ہوئے۔ عجب میں اس کے حق میں اس کے سوا اور کیا کہوں۔ کہ ہندوستان میں وہ آپ اپنی مثال آپ تھے۔ بارہا ایسا ہوا کہ جن احباب نے ان سے اختلاف رائے کیا، بلکہ کسی حد تک ان سے علیحدہ ہو گئے، تو ان کے عزم و استقامت نے مجبور کیا کہ پھر وہ خود ہی تعاون کے لئے ہاتھ بڑھائیں۔ دین و اسلام کے بارے میں ذرا بھی ٹک ان سے متعلق نہ تھی کسی عزیز یا دوست کو ایک لمحہ کے لئے بھی ان سے یہ توقع نہ ہوتی کہ اس کے لئے وہ کسی مذہبی معاملہ میں ذرا بھی چشم پوشی کریں گے۔ گویا بہشت فی الدین سے تو وہ آشنائی نہ تھے۔ جو کچھ سطوح بالا میں عرض کیا گیا یہ ان کے اسلامی و قوی کاموں کا ناقص ترین خاکہ ہے۔ دیگر اوصاف اس پر مستزاد تھے بے بہہ و باہمہ جو صفوں کا مشہور مقولہ ہے ان پر صادق آتا۔ ہر ایک انسان سے علی فرق مراتب تعلقات تھے۔ ہر آدمی ظہور احمد کو اپنا سمجھتا۔ تواضع ان کا رطسا ہی بدرجہ تم تھی۔ تو دوسری طرف استغنا و شجاعت، خود داری اور عزت نفس وغیرہ اخلاق حمیدہ قدرت نے نہایت فیاضی کے ساتھ ودیعت فرمائے تھے۔ مذہبانت، تدبیر، معاملہ فہمی میں تو شاید ہی ان

کا شیل ہو۔ ایسا اگر نمایاں موتی موت کی بے پناہ ہاتھ نے ہم سے چھین لیا۔ اس عطر الرجال کے زمانہ میں یہ خلا ایسا نہیں جس کی منتقل قریب میں پرہونے کی توقع ہو سکے۔ اسلامی اور ملی اعتبار سے یہ حادثہ یقیناً ناقابل تلافی اور ناقابل برداشت ہے۔ آج پنجاب کے اس مجاہد حق پر آنکھیں اشکبار میں نہ پائیں اس کی تعریف اور دعائے مغفرت میں مصروف۔

فقدت زمان اوسل والمرء جابل بقدر لذین العیش قبل انصائب
اس حادثہ عظیم کا مسلمانان ہند کو بیحد احساس ہے تقویٰ و اضطراب سے ہر طبقہ میں صفات تم بھیجی ہوئی ہے مگر سہ
عرفی اگر بگریہ میسر شدے وصال
صد سال میتواں بہ تمنا گریستن

بغیر صبر چارہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ ان کے اعمال حسنة کے لئے اجر جزیل عنایت فرمائے۔ اور آپ کو توفیق عطا فرمائے کہ ان کے جاری کردہ کام کو بحسن و خوبی چلا سکیں۔ جس کام کے لئے انہوں نے اپنی زندگی وقف رکھی وہ نادر چل رہے تاکہ ان کی طرح مبارک شاداں و فرحان ہوں۔

یارِ باب ایں آرزوئے من چہ نوش است
تو مرا بریں آرزوئے خود ہر سال

ضرورت ہے کہ ایسے جامع کمالات صوری و معنوی کی سیرت پر رجوع ایک طرف اجاد و بیان خطیب، چوٹی کا مضمون نگار، نقیدہ النظیر مدبر سیاسی، عظیم المثال مفکر اسلامی تھا۔ تو دوسری طرف بہترین مناظر اسلام کے لئے انتھک کام کرنے والا اہل سنت والجماعت کا ستون اعظم، پوری تفصیل و بسط سے لکھا جائے اور آپ کے کارناموں کو قوم کے سامنے لایا جائے۔ ان کا اسوہ نوجوان مسلمان کے لئے قابل اتباع ہے۔

نیز ان کی یاد کے لئے ضروری ہے۔

گاہ گاہ بانہ خواں ایں دفتر پادینہ را
مازہ خواہی داشتن گردانہائے سینہ را

مبارک سے مشرف ہو تو زہے نصیب۔ ایک دو تقریر دل سے
لوگوں کو فیض یاب فرمائیں۔ اس کا جواب ۲۰ مارچ کو بدین
الفاظ موصول ہوا۔ جس میں اس عابدِ بچکارہ پر حسن
ظن اور اپنی کسر نفسی کا اظہار ہے۔

یہ اشک حسرت ابھی دامن میں جذب نہیں ہونے پایا کہ اس کے ساتھ اس مسرت کا آنسو بھی آمیزش پا رہا ہے کہ آپ جیسے لائق و فائق انموذہ اسلاف، فخر خاندان بگویہ نے مولانا مرحوم کی مسند کو مشرف فرمایا مجھے آپ کا دیدار مسند میں حاصل ہوا۔ جب آپ دانشاں حضرت مولانا محمد اکرم صاحب رحمۃ اللہ علیہ مدرس مدرسہ حمیدیہ لاہور کے ساتھ عمر ۶۷ سال لاہور دی مہمل کے کوٹ میں میونس برسد میں تشریف لایا کرتے۔ اور آپ کی طفلانہ پیاری پیاری حرکات ہم طلبہ کے لئے جاذب نظر ہوتی تھیں۔ پھر بعد وطن کی وجہ سے آپ کی جوانی طلب علم حصول کمال کے مدارج میں آپ کی زیارت کا موقع نہیں ملا بہر حال میں اہل وطن کو مبارکباد دیتا ہوں کہ مولانا مرحوم کے جانشین کے لئے آپ جیسے عالی جاہ بزرگ کا انتخاب عمل میں آیا۔ خصوصاً حضرت استاد مولانا محمد عیسیٰ صاحب کا فیصلہ قابل تحسین و تہریک ہے کہ انہوں نے اس انتخاب کو بنظر استعماں منظور فرمایا۔ فی الواقع جن سلسلوں کی پائیداری و استواری کا حق تعالیٰ حامی ہو۔ وہ مٹنے والے نہیں۔ اشخاص و رجال کی وفات و ممات امر ناگزیر ہے مگر خدائی سلسلے انشاء اللہ اسی طرح مستمر و پایدار رہیں گے۔

خواہد ایں چمن از سرو لاله خالی ماند
یکے ہی ر و د و دیگرے ہی آید
(عاجز عرشی از دہنولہ ۶۵)

”آج چہلم ہے!“

یہ عاجز ہم مئی کو جامع مسجد بھیر و میں پہنچا۔ لاہور کی شاہی مسجد کے مینار کی طرح جامع مسجد بھیر و کے میناروں سے بھی شاہی شان و شوکت نمایاں تھی۔ صدر دروازہ عبور کر کے مسجد کے وسیع معن میں جا پہنچا میں دیکھ رہا تھا

کہ شمالی جانب دارالعلوم عزیزیہ کی شاندار عمارت کے سامنے علماء کرام اور طلبہ کی کثیر جماعت جلوہ افروز تھی۔ مغربی جانب بھی بہت سی مقدس مورتیں نظر آئیں۔ تالاب پر وضو کرنے والوں کو بھی بغور دیکھا۔۔۔۔۔ مگر جس صورت کی مجھے تلاش تھی وہ کہیں دکھائی نہ دی۔

”ہم شہر پر زخوبان منم و خیال ما ہے
چو کنم کہ چشم یک میں نہ کند کمن نگاہے“
مجھے پریشان حال دیکھ کر ایک صاحب فرمانے لگے بناید آپ کو کسی کی تلاش ہے۔ اگر بڑے مولوی صاحب سے مل جائے تو وہ بیٹھے ہیں اور چھوٹے مولوی صاحب بھی ان کے پہلو میں تشریف فرما ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے تو امیر حزب الانصار مولانا ظہور احمد صاحب بگویہ کی تلاش ہے۔۔۔۔۔ وہ بزرگ آپ دیدہ ہو کر کہنے لگے۔ ہائے۔۔۔۔۔ ان کا تو آج چہلم ہے؟ آہ آج چہلم ہے۔ اس پیکر حریت کا آج چہلم ہے اس مجاہد اور مبلغ اسلام کا۔ آف آج چہلم ہے خاندان بگویہ کے چشم و چراغ کا۔ آج چہلم ہے رئیس انصار کا۔ آج چہلم ہے دارالعلوم عزیزیہ کی کشتی کے ناخدا کا۔ و احسرتا۔۔۔۔۔ آج ان کا چہلم ہے۔ یہ الفاظ کیا تھے بلکہ تیر و نشر تھے جو میرے قلب و جگر میں پیوست ہو کر رہ گئے۔ مجھے یقین ہو گیا کہ دست نواز۔ ظہور احمد۔ دشمن گداز۔۔۔۔۔ ظہور احمد ہمیشہ کے لئے ہم سے جدا ہو گیا۔

خزائن کے جھونکوں کی کلشن میں تاب لازم کا
وہ پھول اپنی لطافت کی داد پانہ سکا

مرحوم کے برادر بزرگ مولانا محمد عیسیٰ صاحب اور حضرت مرحوم کے جانشین مولانا الحاج اختر احمد صاحب بگویہ کی ملاقات کے بعد گونہ دل کو تسکین ہوئی نیز چہلم کی وجہ سے علاقے کرام و بزرگان دین کی خاص جمعیت موجود تھی۔ جو مجروح دلوں کے لئے طمانیت کا موجب تھی خصوصاً مولانا حبیب الرحمن

مجھے بار بار اپنے دل میں اس فحش کا احساس ہو رہا تھا کہ مولانا
مرحوم کی زندگی میں مجھے جامع بھیرہ میں قیام کا شرف نصیب نہ ہوا
مگر اُنے قسمت آج ایسی حالت میں میرا یہاں قیام ہے جبکہ ان کا

اور جناب حافظ مولوی محمد زبیر صاحب کی فاضلہ تقریر
اور مواظبت نے مولانا مرحوم کی تبلیغی خصوصیات کی یاد
کو تازہ کر دیا۔

آج جہلم ہے

حرم ماں نصیب حکیم علی محمد دہلوی حال سرگودھا

حضرت امیر حزب الانصار کا ہندوستان گیر ماتم! تعزیتی پیغامات و قرار وادیں اور ایصال ثواب کی مجالس کا انعقاد

(قسط دوم)

جناب مولانا حبیب الرحمن صاحب لدھیانوی

دھرم سالہ جیل سے تحریر فرماتے ہیں۔ محترم مولانا غلام احمد
صاحب کی اچانک انتقال کی خبر معلوم ہو کر مجھ پر رنج ہوا۔ اللہ
تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عنایت فرمائے۔ کیا عرض کروں
کہ اس خبر کو پڑھ کر کتنا صدمہ ہوا۔ مرحوم کی تعریف صرف ان
الفاظ میں کر سکتا ہوں کہ وہ سچے اور مخلص مسلمان تھے اور
میرے ایک مخلص دعا گو میں کی ہوئی الخ

مولوی محمد سعید صاحب خطیب جامع مسجد کھڑوڑ پکا
تحریر کرتے ہیں۔ حضرت مولانا مرحوم و بقولہ کا جو داسلامی
خدمات کے لحاظ سے اس وقت دنیا کے بہترین وجودوں
میں ایک وجود تھا۔ الخ

مولانا خان محمد صاحب خانقاہ سراجیہ مجددیہ کنڈیا
ماداپریل کے رسالہ کو دیکھا تو ایک اور ایک اور رحمت انگیز
خبر نظر سے گزری جس سے نہایت ہی رنج و ملال ہوا اور
ہوش و حواس پر بجلی گری۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون الخ
جناب شیخ غلام سلیم صاحب ملکہ گنگا تحریر کرتے ہیں
حضرت مولانا انتقال کی خبر سن کر دل پاش پاش ہو گیا ہے ابھی

حضرت مولانا سلیمان صاحب داندوی مدبر معارف اعظم لکھنؤ

محترم و مکرم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ والانا مع سوانح مطبوعہ
لے جن کو پڑھ کر کہیں ڈبڈبائیں اور مرحوم کے لئے دعائے
خیر کی گویا زمین میں ملاقات کا اتفاق نہیں ہوا۔ مگر مرحوم
کے اعمال جلیلہ کی خبر کبھی کبھی اس حقیر کے کانوں میں پڑتی
کی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور سپاہندگان
کو بہر عطا فرمائے۔

ہم سب اسی راستہ پر چل رہے ہیں۔ کوئی آج منزل
مقصود کو پہنچا۔ کوئی کل پہنچے گا۔ کل من علیہا فان وبقی
وجہ سبکدوش و الجلال والا کرام۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے جانشین کو نیک توفیقات
کے ساتھ ان کے جاہی کردہ کاموں کی تکمیل کی قوت سے
اس نازک وقت میں جبکہ مسلمانوں میں اور خصوصاً
علماء میں مخلصین کام کرنے والوں کی کمی ہے کسی ایسے فرد کا
اُٹھ جانا کس قدر فحش باعث ہو سکتا ہے۔ والسلام
زیلعلمیان ۲ جمادی الاول ۱۳۷۷ھ

ان کی بڑی سخت ضرورت تھی۔ مگر قدرت کو منظور نہ تھا۔
 مولانا مفتی عطا محمد صاحب دتوی سرہند شریف
 سے تحریر کرتے ہیں۔ عزیزم کیا لکھوں اور کیوں کر لکھوں حضرت
 مولانا مرحوم کی وفات نے رُلا دیا۔ پنجاب کا
 مایہ ناز مبلغ جس کے سینہ میں درد اسلام کے سوا کچھ
 نہ تھا۔ اور جس نے دنیوی تمام علاقوں کو قطع و برید کر کے
 تمام زندگی اشاعت دین کے لئے صرف فرمائی جس جہان کے
 جناب میاں شیر محمد صاحب سجادہ نشین لنگر مخدوم
 تحریر فرماتے ہیں۔ حضرت مولانا کی وفات حسرت آیات کا ذکر
 پڑھتے ہی دل پر غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ گھنٹوں تصویر غم بننا
 رہا۔ معاذ بان پر شعر آگیا۔ ہر آنکہ زادنا چاہا بدیش نوشید۔
 زوہر جام سے کل من علیہ فان شریعت محمدی کا ستون۔
 اُمت محمدیہ کا جلیل القدر رہنما۔ مذاہب باطلہ کا سرکوب۔
 اپنے مالک حقیقی کے ہاں قیام پذیر ہو گیا۔

خان بہادر شیخ فضل الہی صاحب ڈپٹی کنسٹرولر جنرل
 سول سپلائی لاہور لکھتے ہیں۔ قبلہ حضرت مولانا غلام احمد
 صاحب کے انتقال پر دل کی خبر سن کر سخت صدمہ ہوا۔ مرحوم
 کی وفات سے مسلمانوں کو ناقابل برداشت نقصان پہنچا
 ہے۔ ان کی ہستی اس قدر بابرکت و مفید کہ بیان نہیں کیا
 جاسکتا۔ انہوں نے اپنی زندگی خدمت اسلام کے لئے
 وقف کر رکھی تھی۔ مرضی مولانا زہرا دلی ایجنر صبر کے
 اور کوئی چارہ نہیں۔ مولانا سیریم ہم سب کو ان کی راہ
 پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور مرحوم کو عزیز رحمت
 فرمائے۔

خان بہادر شیخ فضل حق صاحب پیراچہ ایم ایل اے
 (مرکزی اسمبلی) دیرانگ دہلی سے لکھتے ہیں۔ آج گھر کے خط
 سے جناب مولانا غلام احمد صاحب کی وفات کا پڑھ کر سوچید
 رنج اور افسوس ہوا۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ انہی کی وجہ
 سے ہمارے شہر (بھیرہ) میں ایک مذہبی فضا تھی۔ اور یہ انہی

کی کوششوں اور توجہ کا نتیجہ تھا۔ کہ ایک بہت بھاری العلوم
 چل رہا تھا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے
 اور آپ لوگوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ والسلام
 جناب ملک شیر محمد خان اعوان نا صرہ ٹیکس کالاباغ
 اپنے طویل تعزیت نامہ میں لکھتے ہیں۔

مجھے آپ کے غم محترم حضرت مولانا غلام احمد صاحب بگوی
 امیر حزب الانصار کی وفات حسرت آیات پر اتہائی صدمہ
 ہوا ہے۔ وہ ایک حریت نواز۔ حق گو۔ بے باک اور انتھک
 مبلغ اسلام تھے۔ مرحوم فرقہ ہائے باطلہ کا قلعہ کرنے
 کے لئے ساری عمر کوشاں رہے۔ مرحوم کی اسلامی
 خدمات مسلمانان ہند کے قلوب سے تاقیامت محو نہ ہوگی
 مولانا مرحوم کی وفات کی خبر سارے پنجاب میں رنج و غم کے
 ساتھ سنی جائے گی۔ یہی نہیں بلکہ یو۔ پی۔ سی۔ پی۔ بینکال کلکتہ
 کے مسلمان بھی مسلمانان پنجاب کے اس غم میں شریک ہوں گے
 میں خلوص دل کے ساتھ اس صدمہ جانکا دیں دلی ہمدردی
 کا اظہار کرتا ہوں۔ خداوند قدوس مرحوم کو عزیز رحمت
 کرے۔ اور آپ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

جناب محترم سید محمد یوسف حاجی مکی بکٹی سے اپنے طویل
 تعزیت نامہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

مولانا مرحوم کی رحلت کی اطلاع پا کر مجھ پر ایک سناٹا چھا گیا
 اور اس قدر رنج اور افسوس ہوا۔ کہ ضبط تحریر سے باہر
 ہے۔ ایسی جلیل القدر ہستی کا ۴۳ سال کی عمر میں ہم سے
 اٹھ جانا ہم ہندوستانیوں کی بد قسمتی کی بڑی دلیل ہے۔ اللہ
 تعالیٰ مرحوم کی قبر کو نور سے بھروسے۔ اور تمام اعزاء کو صبر
 جمیل عطا فرمائے۔

مولانا محمد بخش صاحب مسلم لی اے لاہور سے لکھتے ہیں۔
 عزیز می۔ السلام علیکم مزاج گرامی۔ ہمدردی کی
 رحلت کی خبر زہیندہ میں پڑھی۔ روح مجروح ہو گئی۔ دل
 پر بجلی گری۔ آہ حزب الانصار کا امیر مل بسا۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

فرمائیں۔ اور ایک قراءہ داد بھی پاس کی جو اس سال ہے۔ قرآن مجید کے چار ختم بھی ایصال کئے گئے ہیں جس وقت سے یہاں پہنچے ہوں۔ عوام و خواص کا اتنا تدار تعزیت کے لئے بندھا ہوا ہے۔ ہر ایک دوست اس جا کا و حادثہ پریشان حال نظر آ رہا ہے۔

سید نور الحسن شاہ صاحب بخاری ہتمم مرکز تنظیم اہل سنت لاہور سے تکریر فرماتے ہیں:-

حضرت مولانا کی وفات کا علم ہو چکا۔ حقیقت یہ ہے کہ ملک سے اہل سنت کا ایک زبردست ستون اٹھ گیا۔ اور اسلام کے تبلیغی نظام کو ایک زبردست دھکا لگا۔ مگر اللہ وانا ایہ راجعون۔ جو یہاں آیا اس کو بہر حال جانا ہے۔ اب دعا ہے کہ حق تعالیٰ مولانا مرحوم کو جو ارجمت میں جگہ دے۔ اور آپ کو دینی خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔

مولانا پیر سید کریم شاہ صاحب بھیروی حال مقیم لاہور لکھتے ہیں:-

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! بہت ہی بھئی ہوئی ہنکھیں دھڑکتا ہوا دل۔ ایک قلب حنین کے لئے کیا سامان تسکین بہم پہنچا سکتا ہے۔ اس المناک سانحہ عظیم پر کہنا پڑتا ہے۔

روئے اب دل کھول کر اسے دیدہ و خواہنا بار کتنا روح فرسا تصور ہے۔ کہ ہم حضرت مولانا نور اللہ مرقدہ کے سایہ ہمایوں سے محروم ہو گئے۔ فراعنہ دہر کے لئے عسلئے کلیسیا ہم سے چھین لیا گیا۔ اس اندھیری رات میں ہم کو اس یدِ بیضا کی ضرورت تھی۔ تمام شہابی ہند کے دردمند مسلمان فرزندانِ توحید اس کمدت العزت تک فراموش نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس نصیب فرما۔ مولانا خان محمد صاحب فاضل دیوبند صدر مدرس مدرسہ محمودیہ تونسہ شریف۔

مولانا مرحوم کے وصال کی خبر جاکاہ سن کر دل کو وہ صدمہ عظیم اور قلق و اضطراب لاحق ہوا جو بیان نہیں کر سکتا۔

دا در یغا احداث کا شیرا انتقال فرمایا۔ اللہم اغفر لہ یلت کا مخلص زعمی آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔ فلیک علی الاسلام من کان باکیا۔ دوستوں کا سہارا جاتا رہا۔ اللہم افرغ علینا صبل سزین بھیرہ کا نور سپرد خاک کر دیا گیا۔ طاب اللہ ثراہ ایک ولی آغوش رحمت میں چلا گیا۔ قدس سرہ العزیز ایک عالم فوت ہو گیا۔ موت العالم موت العالم ایک مبلغ سفر تبلیغ میں تھا۔ کہ اسے داعی حق کو لبیک کہنا پڑا۔ نقد فاذا فوز امینا۔ ایک مخلص بزم مخلصین میں شامل ہو گیا۔ جزاہ اللہ احسن الجزا۔ وہ ہمارا نہیں تھا۔ اللہ کا تھا۔ کان اللہ۔ وہ اسلام کا تھا۔ مات الاسلام۔ آپ پر بلا ہے کہ وہ غم ٹوٹ پڑا ہے۔ لیکن یاد رہے کہ حقیقت میں یوم الحزن وہ تھا۔ کہ جس روز حیات النبی کا وصال ہوا انک میت وانہم میتون کا ظہور ہوا۔ جس پر سب سے زیادہ غم تھا اس نے پکارا کہ کہا من کان یحب محمد فان محمد آقا مات ومن کان یحب اللہ فان اللہ حی لا یوت۔ اس صدق صدیق کے پیش نظر آپ کا فرض یہ ہے کہ ظہور احمد کا زندہ رہے۔ کام نہ نہ رہے۔ حزب الانصار کا آفتاب درخشندہ رہے۔ شمس الاسلام تابندہ رہے۔

(شریک غم سلم)

مولانا محمد ذاکر صاحب ہتمم مدرسہ محمدیہ عربیہ محمدی، ضلع جھنگ بھیرہ سے واپس تشریف لیتے کے بعد لکھتے ہیں:-

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! اتم آج صبح یہاں بغایت پہنچ گیا ہے۔ اور میرے پہنچنے سے پہلے ہی ایک دن انخی المحترم مولانا صاحب علیہ الرحمۃ کی خبر انتقال پر ملال پہنچ چکی تھی۔ جس پر اہل مدرسہ نے خاص طور پر دارالعلوم میں تعطیل کر کے جلسہ تعزیت منعقد کیا۔ حضرت مولانا محمد خلیل صاحب مدرسہ دیوبند صاحبان نے مولانا کی مجاہدانہ زندگی پر درجہ بھری تقریریں

آپ کی وفات سے ہر خاص و عام کو نقصان عظیم پہنچ گیا ہے
 ہر لحاظ سے مفید خلق اور خادم اسلام جو اس ناز میں
 بہت کم ہیں۔ مگر محضر صبر چارہ نہیں انا فدا اللہ عنہا
 من کل مصیبتہ وخلفاً من کل ہالک نالی اللہ ائینوا
 والیہ فارغوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ
 تعالیٰ مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ عنایت فرمائے۔
 حضرت صاحبزادہ مولانا محمد عمر صاحب بیر مل شریف
 سے تحریر فرماتے ہیں:-

حضرت مکرمی برادر م مولانا خزاہ الدین صاحب کے
 انتقال پر ملال کا رنج کیا کم تھا کہ اچانک مولانا کے انتقال کی
 وحشت اور خبر سن کر اور بھی محزون ہوا۔ ایک بہترین عالم
 اور خطابت کا ماہر ہم سے چھن گیا جس قدر رنج و غم
 کیا جائے کم ہو گا۔ تمام مسلمان اس المناک حادثہ سے
 متاثر و غمزدہ ہیں مولانا نے اپنا بہترین وقت دین
 کی خدمت میں صرف فرمایا مولانا کے کیم ان کو اجرت
 اور اپنی رحمتوں سے نوازے۔

مولانا سید حکمت شاہ صاحب کا کاخیل صدر
 مدرس مدرسہ انوار شہابی مسجد لدھیانہ تحریر
 فرماتے ہیں:- حضرت مولانا مرحوم کی وفات حسرت آیات
 سے مطلع ہوا۔ تو اس سانحہ عظیمہ سے جو اس مختل ہو گئے
 حضرت مولانا مرحوم کی وفات پر جتنا بھی اظہار رنج و غم
 کیا جائے وہ کم ہے کیونکہ وہ اہل اسلام کے ایک نامی
 ہوئے جلیل القدر رہنما تھے۔ مگر اب ہم ایصال ثواب کے
 سوا اور کیا کچھ کر سکتے ہیں جو کہ وہ ان کے واسطے
 شہابی مسجد لدھیانہ میں عظیم شان اجتماع کے اندر دعا
 معصرت کی گئی۔ احقر کو تو حضرت مرحوم ہر وقت سامنے
 آتے ہیں اور دل سے بالکل جدا نہیں ہوتے انھوں
 کہ مسلمانوں سے ایک بہترین ہمدرد ہستی رخصت ہو گئی اللہ
 تعالیٰ اُن کو جنت الفردوس میں مقیم فرمائیں اور پسماندوں

کو صبر جمیل عطا فرمائے۔
 جناب محترم غلام دستگیر خاں صاحب بخود دھوگر دی
 ضلع جالندھر تحریر فرماتے ہیں
 اللہ پاک مولانا ظہور احمد صاحب کو اعلیٰ علیین پر
 متکون فرمائے۔ آمین۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ زندگی بھی
 شاہداد اور موت بھی غیب۔ اب وہ دوسرے عالم میں زندہ
 ہیں۔ ہمیں اپنی دعاؤں اور توجہات سے مستفید فرماتے
 رہیں گے۔ والسلام۔

محترم جناب حکیم جن پر صاحب خوشاب سے تحریر
 فرماتے ہیں۔ کہ افسوس صد افسوس۔ یہ حادثہ نا بعد صرف
 خاندان بگویہ کے لئے مصیبت عظمیٰ نہیں بلکہ ملک و ملت
 کے ہر درد مند دل کا اس سے ٹپ جانا اور بے بین
 ہو جانا ضروری ہے۔ مگر مولانا کی مرضی ہے۔ اور صبر و استقامت
 کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں۔ عنقریب شریک ہونے
 کے لئے حاضر خدمت ہو جاؤں گا۔

محترم مولانا عبداللہ صاحب قول مرغ دہلی سے
 لکھتے ہیں:-

شمس الاسلام والدین کی رحلت جانکاہ کی خبر سنا
 شمس الاسلام میں دیکھ کر بچیدہ صدمہ ہوا۔ طبیعت بے قابو
 ہو گئی۔ اگرچہ اس منزل سے سب کو گذرنا ہے لیکن ایسی
 شخصیت کے رخصت ہو جانے پر انتہائی قلق ہوتا ہے
 فیا عین سحی عبرۃ بعد عبرۃ
 اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی رحمتوں سے نوازے۔ آپ کی
 استقامت کے لئے دعا گو ہوں۔

ڈاکٹر فضل الرحمن صاحب واد برٹن سے لکھتے ہیں
 حضرت مولانا کے انتقال پر ملال کی خبر سے بید صدمہ
 اور انتہائی قلق ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون
 حیف در چشم زدن صحبت یاہ آخر شد
 روئے گل سیر نہ دیدیم بہار آخر شد

اللہ کریم اپنے فضل و کرم سے مرحوم کو اپنی آغوش رحمت میں جگہ دے۔ اور متعلقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔
محترم خواجہ محمد صادق صاحب چنیوٹی کلکتہ سے لکھتے ہیں:-

آج کلکتہ کے روزنامہ انتخابہندہ سے معلوم ہوا کہ حضرت مولانا ظہور احمد صاحب بگٹی کا اچانک انتقال ہو گیا۔ اس خبر سے دل کو سخت صدمہ پہنچا اور انتہائی رنج و افسوس ہے۔ آہ! اسلام کا یہ سچا خادم اور سپاہی دنیا سے رخصت ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس اور آپ کو اودہ تمام متعلقین کو صبر جمیل نصیب فرمائے۔
ڈاکٹر محمد ظریف صاحب میڈیکل آفیسر وارہ برٹن سے لکھتے ہیں:-

مولانا مرحوم کے انتقال کی خبر وحشت اثرین کربو حالت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے جس وقت بشیر نے یہ خبر سنائی اس وقت اعتبار ہی نہیں آتا تھا مجھے کسی افراط نہیں آتے کہ پورے طور پر اظہار رنج و الم کروں مگر کہ تمام افراد بہت بہت اظہار ہمدردی کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مولانا مرحوم کو جنت الفردوس اور آپ کو جہنم عطا فرمائے۔

جناب محترم حکیم حافظ محمد عابد صاحب بکھر۔ چک ۲۷ سے لکھتے ہیں۔

جناب حضرت مولانا ظہور احمد صاحب بگٹی مجاہد ملت و دین کے دنیا سے تشریف لے جانے کا جس قدر صدمہ اور غم مجھ کو ہوا۔ وہ اللہ بہتر جانتا ہے۔ صرف ہم کیا جس کسی کو بھی آپ سے واقفیت تھی وہ آج روئے گا۔ موت العالم موت العالم۔ اللہ تعالیٰ اس مجاہد ملت کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور پس اندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اور نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔ اب صبر کے بغیر اور چارہ نہیں۔

ہم تن خون شوم از دیدہ حکم
گر بد انم کہ گمہ را اثر سے است
جناب محترم ڈاکٹر محمد شریف صاحب مقیم خانقاہ
سراجیہ مجددیہ شریف لکھتے ہیں۔

حضرت مولانا مرحوم کے انتقال پر طلال کی خبر پڑھ کر حیران رہ گیا۔ واقعی یہ صدمہ بہت بھاری صدمہ ہے اللہ تبارک و تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں بہترین جگہ رحمت فرمائے۔ سب کینین و دربارہ عاید اس اچانک خبر کو سن کر حیران رہ گئے۔ بعد از نماز ظہر مرحوم کی روح کو ایصالِ ثواب کیا گیا۔ سب بھائی مرحوم کی مغفرت کے لئے دعا گو ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صبر استقامت نصیب فرمائے۔

محترم محمد متیر صاحب ٹائیسٹ ڈپٹی کنٹرولر ملٹی کل بزرگوارم جناب مولانا ظہور احمد صاحب کی وفات کا سن کر دل کو اندھ رنج ہوا۔ میرے لئے ٹوہ نانا جان کی جگہ پر تھے۔ خدا آن کو غریق رحمت کرے اور جنت الفردوس کی نعمتیں عطا فرمائے۔ اور آپ کو صبر جمیل اور نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔
جناب محترم سیٹھ احمد حاجی عمر صاحب ۳۱۳ میں سٹریٹ پونہ سے اپنے گرامی نامہ میں لکھتے ہیں۔

جناب کا مہسلہ بابت انتقال پر طلال پڑھ کر صدمہ جانکاہ پہنچا۔ افسوس کہ گذشتہ محرم کی ہماری ملاقات آخری رہی۔ مسلمان پونہ کی بد قسمتی کہ مولانا مرحوم سے زیادہ مستفیض نہ ہو سکے۔ غیر مشیت ایزدی میں سوائے صبر کے چارہ نہیں مل سب کو یہاں جامع مسجد میں قرآن کریم کا ختم پڑھا گیا۔ کثرت سے مسلمانان پوز شل ہوئے۔ اور بعد ختم مولانا مرحوم کے حق میں خدائے قادر مطلق سے مغفرت کی دعائیں گئی۔ خداوند کریم مولانا مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے۔

جناب محترم سیلٹر مجھ کو سنے صاحب پونہ سے لکھتے ہیں۔ حضرت مولانا ظہور احمد صاحب کے انتقال پر ہلال کی اطلاع پڑھ کر سخت صدمہ ہوا۔ گذشتہ محرم میں مولانا مرحوم نے مسلمانان پونہ کو اپنے مواعظِ حسنہ سے مستفیض فرمایا تھا۔ جس کا اثر اکثر لوگوں پر بہت اچھا پڑا آپ نے بشرطِ زندگی آئندہ سال کا وعدہ فرمایا تھا مسلمانان پونہ ان کے آنے کے منتظر تھے۔ اس جانکاہ خبر کو سُن کر سب لوگ نہایت ہی رنجیدہ ہوئے۔ اور کل رات یہاں جامع مسجد میں کثرت سے جمع ہوئے۔ اور بعد ختم قرآن کریم حضرت مرحوم کی روح کو ایسا سالِ ثواب کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے۔ اور اپنے حبیبِ پاک کے صدمہ میں مولانا مرحوم کو جوار رحمت میں رکھے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

مولانا محمد بخش خطیب جامع مسجد راولپنڈی تحریر فرماتے ہیں۔ خط کیا پہنچا کہ کوہِ غم و المِ دل پر ٹوٹ پڑا مہبوت و میران ہوں۔ راولپنڈی میں جس کو یہ المناک خبر پہنچی ہے۔ تمام کے تمام غمناک و بیچین ہو گئے۔ تمام لوگ مولانا مرحوم کے حسناتِ کمالِ علیٰ خوبی و عطا و تقریر و حسنِ اخلاق کو یاد کر کے چشم پر غم ہیں۔ مولانا نے جس کام کے لئے اپنی ساری عمر عزیز وقف کر دی تھی۔ اگر اس کو قائم رکھا جائے۔ تو اس سے مولانا کی روح پر سرور ہوگی۔

جناب محترم حکیم تاج الدین صاحب تاج لاہور تحریر فرماتے ہیں۔ آج شہباز میں حضرت مولانا ظہور احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال پر ہلال کی خبر وحشت اثر پڑھ کر یکدم صدمہ و قلق ہوا۔ فرط غم سے دل مضطرب ہو گیا۔ آنکھوں سے بیاختہ آنسو جاری ہو گئے۔ حتیٰ کہ کچکی بندھ گئی ہیں اندازہ نہیں لگا سکتا کہ اس صدمہ جانکاہ سے آپ حضرات کی تلبی کیفیات کیا ہوگی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم

کو اپنے جوار رحمت میں جگہ رحمت فرمائے۔ اور مجملہ متعلقین کو غمِ ہی اور دینی خدمات اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حضرت مولانا صاحبزادہ زین الدین نرگ ضلع میاں پورالی تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مولانا کی وفات کی خبر سے سخت صدمہ ہوا۔ جس کے اظہار سے قلمِ قاصر ہے تمام مسلمانان ہند و پنجاب کے لئے مولانا کا وجود ایک بڑی نعمت تھی۔ بدینیت الاسلام کے تمام مدین اور طلبہ اس خبر سے متاثر اور پریشان ہو گئے ہیں۔ ایصالِ ثواب کے لئے ختم قرآن کا انتظام کر دیا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی روح کو جنتِ اندوز کی خوشیاں نصیب فرمائے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ مولانا کامل الدین صاحب رتوکالہ ضلع شاہ پور تحریر فرماتے ہیں۔ حضرت مولانا کی وفات کی خبر سن کر بہت سخت صدمہ ہوا۔ اسلام کا ایک رکنِ عظیم گر گیا۔ دستِ دعا ہوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور ہمیں صبر کا اجر دے۔ اللہ بے نیاز آپ کو مددِ الٰہی کا سچا جانشین بنا کر استقامت بخشنے۔ اور عسر و دہرہ اذ فرمائے۔

رضاء اللہ صاحب بئیرہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری لکھتے ہیں۔

محترم مولانا کے ناگہانی انتقال کی خبر سن کر سخت صدمہ ہوا۔ خدا مرحوم کو بخشے اور متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے میں نے جب خبر اخبار انقلاب میں پڑھی۔ اور محترم جد امجد دامِ مجدہ کی خدمت میں پیش کی۔ تو ان کو بھی بہت بہت صدمہ ہوا۔ وہ بھی آپ کے غم میں شریک ہیں تمام اہلِ خانہ کی طرف سے اظہارِ افسوس ہے۔ یہ خبر اخبار اہلِ حدیث میں شائع کر دی جائے گی۔

قاری مولوی عبدالرحیم صاحب فاضل دیوبند مولوی فاضل مقیم عربی ماسٹر قادیان سکول کلر سیدان ضلع راولپنڈی

ان خدمات میں شائع شدہ خبر پڑھی۔ ہائے روشن
پہر اعلیٰ ملت کو کار پر حادان قضا و قدر نے اٹھا کر آغوش
لحد میں رکھ دیا ہے۔

یہاں ہزار ہائے جمع کی طبائع مولانا کی ایک
نفریر سے پلٹ آئیں۔ جب سے یہاں خبر سن گئی ہے ہر
طرف ماتم ہی ماتم ہے۔ اور میرے مکان پر تعزیت
و فاتحہ خوانی کے لئے لوگ آ رہے ہیں۔

ڈاکٹر محمد ایوب صاحب بھیروی اگر وہ سے لکھتے ہیں
۲۹ مارچ کے شبہانہ میں حضرت مخدومی مولانا طور احمد
کی وفات حسرت آیات کی خبر پڑھ کر محنت صدیہ پہنچا
آپ کے کاہ ہائے نمایاں کو یاد کرتا ہوں۔ تو آنسو ٹھنسنے
میں نہیں آتے۔ حضرت مرحوم کی زندگی کا آخری سفر اگر وہ
کبھی نہ بھولوں گا۔ اور ان کے وصایا کو یاد رکھنا اپنے
لئے باعث نجات سمجھوں گا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس
اور آپ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

مولانا محمد صلیف صاحب فاضل امینیہ سابق مبلغ
حزب الانصار سو ضلع گجرات سے لکھتے ہیں۔

حضرت مخدوم مولانا مرحوم کی وفات کی خبر وحشت اثر سنتے
ہی نہایت مفہوم و پریشان ہو گیا کہ یا اللہ! یہ کیا ہو گیا
آنسو بہنے لگے۔ کہ ہائے اب مولانا کی وہ خصوصیات و کمالات
اب کہاں تلاش کریں گے۔ ہزار افسوس کہیں مگر تیز صبر
چارہ نہیں۔ آج ہی حضرت کی روح پر فتوح کو ایک
قرآن مجید کے ختم کے ثواب پہنچانے کا انتظام کیا ہے۔
مولانا احمد یار صاحب فاضل دیوبند مبلغ حزب الانصار
اپنے وطن کوتاہی ضلع دیرہ غازی خاں سے لکھتے ہیں۔

حضرت مولانا قدس سرف کی وفات کی دلخراش خبر وصول ہوئی
سننے ہی عجیب کیفیت ہوئی ہے پاؤں تلے زمین نکل گئی۔ بیحد
صدمہ ہوا۔ دل بے قابو ہوا۔ آنسو جاری ہوئے۔ العین
تدمع۔ والقلب یحزن ولا نقول الا ما یرضی ربنا ولانا

بصرا تھک یا امین! المحزونون زبان پر جاری ہوا۔
ان اللہ مع الصابرين صبر و شکیب کی بجائے اور کوئی
علاج قلب حزن کے لئے نہیں۔ اب صرف ہمارے دعا میں
اور درود بابر الہی میں مخلصانہ التجائیں ان کی روح کو خوش
کر سکتی ہیں۔ اللھم اغفرہ وارحمہ وافض علیہ شایب
رحمتک و ادخلہ جنات النعیم۔ آمین۔

مولانا نور احمد صاحب فاضل امینیہ چھپوں ضلع
گجرات سے تحریر فرماتے ہیں۔

حضرت امیر صاحب کے انتقال کی خبر جانا کا ہنپی دل
کو سخت صدمہ ہوا پریشانی کی حد نہ رہی میں کیا بلکہ مسلمانان
ہند میں سے ہر دردمند شخص کو ضرور احساس ہوا ہو گا۔
آپ کی دینی خدمات ایک نمایاں حیثیت رکھتی ہیں۔ دعا
ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت امیر کی دینی خدمات قبول فرماتے
ہوئے صدر جنت میں جگہ عنایت فرماوے۔ اور آپ کو
دینی خدمات کے لئے بیش از بیش توفیق عطا فرمائے۔
مولانا محمد حسین صاحب شوق پپال ضلع میانوالی
سے تحریر فرماتے ہیں۔

حضرت مولانا کے ساتھ اجمال کی خبر پڑھ کر ہاتھوں کے
طوطے اڑ گئے۔ آنکھوں تلے اندھیرا چھا گیا۔ مولانا کے
اس ناگہانی اور بے وقت فراق سے دل سخت اداں ہے
اور صبر کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس
نصیب فرمائے۔ اور جمیع متعلقین کو توفیق صبر۔ آہ حضرت مولانا
کے پاک مشاغل اور مقدس ارادے۔ انتھک کوششیں
ایشانہ و قربانیاں۔ اب ایسا شخص کہاں مل سکتا ہے تو
کو مولانا کے فراق سے جو نقصان پہنچا ہے۔ اس کی تلافی
محال نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ خداوند تعالیٰ امیر مرحوم
کے امدادوں کو اسی صورت میں کامیاب و بامراد رکھے۔
آمین۔

مولانا محمد سعید صاحب فاضل دیوبند صدمہ

ادارہ السنہ شرقیہ امرتسر تحریر فرماتے ہیں۔

حضرت مولانا کے انتقال کی خبر سکر دل بیدار بنی ہو۔
مرحوم نہایت مخلص سچے اور پختہ ارادہ رکھنے والے بہت
اور متدین عالم تھے۔ پنجاب کے اندر فقہ شیعہ کی کثرت
مردانیت اور دیگر مذہب باطلہ کے خلاف جہاد میں
نے جہاد جاری کر رکھا تھا اس میں نہایت ہی کامیاب
ثابت رہے۔ ان غلط و تحریکات کے خلاف جو مول
وہ پیدا کر چکے تھے خدا کرے وہ دیر تک قائم ہو۔
جملہ اساتذہ و طلبہ بھی متاثر اور بخیرہ خاطر ہیں اور
ہم سب دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت
میں جگہ دے۔ اور آپ کو جملہ متعلقین کو صبر و استقلال
کی توفیق عنایت فرمائے۔

محترم محمد حسین صاحب پونہ سے لکھتے ہیں:-
مولانا مرحوم کے انتقال کی خبر سے تمام مسلمانان پونہ کو
بہت سخت صدمہ پہنچا۔ محرم میں پونہ کے اندر جتنے مواعظ
ہوئے وہ نہایت پُر اثر تھے۔ مگر سب سے آخری تقریر کے
یہ چند جملے لکھنا ضروری سمجھتا ہوں۔ فرمایا۔

پونہ والو! یہ میری پونہ میں آخری تقریر ہے۔ کل
صبح ہی اپنے وطن چلا جاؤں گا۔ اگر خدا نے زندہ کی بخشی
تو آئندہ سال آؤں گا۔ لیکن پونہ سے جانے سے پہلے
پونہ والوں سے یہ وعدہ لیتا ہوں کہ اگر تم لوگوں کو
پتہ چل جائے کہ ظہور احمد کا انتقال ہو گیا۔ تو مجھے دعا
خیر سے نہ بھولو۔

تمام پونہ والوں کی زبان پر آج یہ الفاظ ہیں کہ مرحوم
کی بات سچی نکلی۔ پونہ میں ایسا ثواب کے لئے ختم قرآن
کئے گئے سب حضرات بخیرہ ہیں اور دعا کرتے ہیں۔
محترم قاضی محمد اکرم صاحب بھکرال ضلع روپنڈی
سے لکھتے ہیں:-

جان گداز اور دل خراش خبر ملی۔ اور بے انتہا بخیرہ اور

مول ہوا۔ ایسے مجاہد دین و ملت اور باعث رحمت خداوندی
ذات کے سایہ کا اٹھ جانا تمام مسلمانوں کے لئے نہایت
منج والم کا باعث ہے۔ قبلہ مرحوم کی یاد ہر لحظہ فون کے
آئینہ دار ہی ہے۔ دماغ غم کے مارے پریشان ہے۔
اپنے منج و غم اور افسوس کے اظہار کے الفاظ حاضر
نہیں ہوئے۔ یہی شعر پڑھتا ہوں

محترم نواب محمد حیات صاحب قریشی سی۔ آئی۔
ای۔ کے۔ بی۔ صاحب دال ضلع شاہ پور سے تحریر فرماتے
ہیں۔ حضرت مولانا مرحوم کی اچانک موت کا بہت ہی غور
ہے۔ وہ بہت ہی خوبیوں کے انسان تھے۔ ان کے وفات کا
سب مسلمانوں کے لئے بڑا صدمہ ہے۔ مگر صبر کے سوا چارہ
نہیں۔

مولانا حکیم محبوب عالم صاحب ٹیکسلا۔ افسوس
صدا افسوس آج ہم اور ہماری جماعت یتیم ہو گئی۔ ہمارا
سرپرست مجاہد فی سبیل اللہ خلد بریں میں جا بسا۔ اس اتفاقی
موت سے دل نہایت اندھناک و پریشان ہے۔ اللہ تعالیٰ
آن کو غریق رحمت و مغفرت فرمائیں۔ اور ہمارے لئے
کوئی نعم البدل اور عطا فرمائیں۔

محترم حاجی نور احمد صاحب دار برٹن کے طویل مکتوب
کے چند جملے:- افسوس صدا افسوس کہ ہم اپنی زندگی میں
یہ جانگذا خبر سن رہے ہیں۔ دار برٹن کے کل مسلمان تم پر دیکھ
ہم ایسی ہستی کی سرپرستی سے محروم ہو گئے جس کے بعد
ہم کو چاروں طرف اندھیرا ہی اندھیرا نظر آ رہا ہے اللہ

تعالیٰ مرحوم و مغفور کی مرتد مبارک کو نو ز علی نور کر دے۔
 اور آپ کو اس صدمہ جانکاہ میں بہر جمیل عطا فرمائے۔
 بابو منوہر لال صاحب منوہر یس سرگودھا کے مکتوب کا خلاصہ:- حضرت صاحب کی بے وقت اچانک مرتیوں کے متعلق پڑھنے کے بعد پادلوں کے بچے سے زمین نکل گئی۔ خداوند کریم اُن کے عزیز و اقارب کو صبر عطا کرے اس بھگو ان سے یہی پرارتھنا ہے کہ اس کو جنت نصیب ہو واقعی قوم کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔ وہ ہر دلعزیز تھے غریبا پرورد تھے۔ کون کون سی صفت بیان کروں۔

مولوی سید کرم حسین شاہ صاحب چولہا سید شاہ پور ضلع جہلم لکھتے ہیں۔ آپ کے وصال کی خبر سن کر میرا دل پاش پاش ہو گیا۔ کیا بتاؤں کہ مجھ پر کیا گزری۔ پتھل صبر آیا۔ آخر صبر کے بغیر چاہے کیا ہے۔ خداوند کریم مرحوم کو جنت الفردوس نصیب کرے۔

محترم خواجہ عبد المجید ہمتہ بھیروی لاہور سے لکھتے ہیں۔ مولانا کے مرگ ناگہانی کی خبر پڑھ کر اڑھانوس ہوا ہے۔ جو احاطہ تحریر سے باہر ہے۔ ان کی وفات سے آپ کے خاندان بلکہ مسلم قوم کو جو نقصان پہنچا ہے اس کی تلافی ناممکن ہے۔ خداوند کریم آپ تمام کو صبر جمیل اور ان کو جنت الفردوس نصیب فرمائے۔ آمین۔

محترم میاں اشرف علی صاحب وکیل باغبانپورہ لاہور لکھتے ہیں۔ اخبار نوائے وقت میں مولانا ظہور احمد کی وفات حسرت آیات کی خبر جانکاہ پڑھ کر ایسا صدمہ ہوا کہ حد تحریر سے باہر ہے۔ مرحوم کی یاد میں رنج و غم سے دل ڈوبا جاتا ہے۔ مجھے اس صدمہ میں آپ کے ساتھ پوری ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ اور آپ کو اود سب اہل خانہ کو صبر جمیل عطا کرے۔

(آمین)

خواجہ حاجی احمد دین فضل حق ٹبر مر حنیس جہلم ناگہانی خبر پڑھ کر جبکہ پاش پاش ہو گیا۔ ہندوستان کے سر سے آج ایک دینی تاج اتار گیا۔ آج ہماری بد قسمتی کا ظہور ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو اس دردناک صدمہ کے بڑاشت کی توفیق دے۔ اور حضرت مولانا صاحب کو جنت الفردوس نصیب کرے۔

جناب محترم خواجہ سیٹھ غلام محمدانی صاحب دلی سے لکھتے ہیں۔ محترم جناب مولانا ظہور احمد صاحب بگوی کے ناگہانی انتقال کی اطلاع پاکہ انتہائی دلی رنج و قلق ہوا۔ ان کی وفات ایک قومی حادثہ ہے۔ کوئی نہیں جو ان کی غالی کردہ جگہ کو ٹر کرے۔ ان کی تمام زندگی خدمت قوم میں صرف ہو گئی۔ حق تعالیٰ ان کو مغفرت نصیب کرے۔

جناب محترم محمد اسحاق صاحب سکر ٹری انجمن تبلیغ الاسلام ٹھہرا نجا لکھتے ہیں۔

ابھی جام عمر بھرا تھا کف دست ساقی چھلک پڑا مہی دل کی حسرتیں دل ہی میں کہ نشان قضا نے مٹا دیا حضرت مولانا کی وفات کی المناک خبر سن کر جو صدمہ دل کو کو ہوا۔ وہ تحریر سے باہر ہے۔

میڈیاسٹر صاحب سکول لیائی۔ حضرت مولانا ظہور احمد صاحب کی وفات شمس آفاق اسلام کا غریب ہے۔ موت العالم موت العالم۔ عالم آدمی کا مرجانا جہان کی وفات ہے۔ مولانا صاحب جاوید زندگی نے اسلامی جوہر نہ نگ آلود کو صیقل کیا اور ایسا چمکایا کہ غیروں کی نگاہیں خیر ہو گئیں۔ بصد ممت شادا اور بیہم جدوجہد سے یتیم بچوں اور لا وادہ لڑکوں کے اجوٹ کو زیور علم دینی سے مزین کیا۔ ایسے قومی کارکن کی وفات اسلامی دنیا کا رنج و داغ ہے۔ دعا ہے کہ سجادہ نشین صاحب جو عالم باعمل نوجوان فاضل حاجی

نیک سیرت آدمی ہیں۔ قوم کی اس بڑی ذمہ داری کے متحمل ہو کر بارگراں کو بطور احسن نبھائیں اور صحیح معنوں میں قوم کے علمبردار بنیں

(محمد منظور احمد نشی فاضل بیڈ باسٹر سکول لیائی)
جناب مولانا محمد عبدالحی صاحب سجادہ نشین روپڑ
تحریر فرماتے ہیں:-

اچانک حادثہ کی خبر سن کر دل کو اتار دیا۔ صدمہ ہوا جس کے بیان کرنے سے زبان قاصر ہے مولانا صاحب کی خدمات دینی تو کسی پر پوشیدہ نہیں ہیں خصوصاً مذہب باطلہ کے لئے تو ایک شمشیر تھی۔

مولانا قبطی شاہ صاحب ملتان تحریر کرتے ہیں:-
حضرت قبلہ مرحوم جناب مولانا ظہور احمد صاحب کی وفات سے یہ نہیں کہ ہمارا دست راست نہیں رہا بلکہ ہمارا سر ہی چلا گیا ہے۔ دینائے اسلام کے لئے نقصان قابل تلافی ہے۔

دارالعلوم محمدی کی قرار داد تعزیت
دارالعلوم محمدی کا یہ اجلاس حضرت مولانا ظہور صاحب بگوی رحمہ اللہ کے اچانک انتقال پر ملال پر دلی صدمہ اور رنج کا اظہار کرتا ہے۔ اور ان کی مجاہدہ زندگی کی خدمات کا پوری طرح سے اعتراف کرتا ہے اور بارگاہ الہی میں دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے نیز ان کے سب متعلقین کے ساتھ اظہار ہمدردی کے ساتھ یہ بھی التجا کرتا ہے کہ جو کام حضرت مرحوم نے شروع کئے ہوئے ہیں انہیں جاری رکھیں گے۔ والسلام

(دفتر دارالعلوم ہذا)

دار البرٹن میں ماتمی جلسہ

مسلمانان دار البرٹن کا یہ غیر معمولی اجتماع حضرت قبلہ محترم مولانا ظہور احمد صاحب مرحوم و مغفور امیر حزب الانصار بھیرہ کے انتقال پر ملال کو ناقابل تلافی نقصان تصور کرتا ہے۔ اس قحط الرجال کے زمانہ میں ایسے متبعہ عالم مبلغ اسلام کا روپوش ہو جانا موت لعالم کو موت العالم کا مصداق سمجھتا ہے۔ خاص کر مسلمانان دار البرٹن پر جس کو تقریباً عرصہ سات سال سے آپ کی سرپرستی کا فخر حاصل تھا۔ از حد رنج و الم کا اظہار کرتا ہے۔ اور آپ کے لئے ایصال ثواب اور مغفرت کی دعا کرتا ہے۔ اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم و مغفور کی مرتد مبارک کو منور کرے۔ اور پس ماندگان کو خاص کر قبلہ حاجی افتخار احمد صاحب و عزیز مولوی برکات احمد صاحب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

(ناظم حزب الانصار دار البرٹن)

مسلم لیگ ضلع سرگودھا کی تعزیت

جلس عاملہ ڈسٹرکٹ مسلم لیگ ضلع شاہ پور کا یہ اجلاس حضرت مولانا مولوی ظہور احمد صاحب بگوی کی بے وقت اور اچانک موت پر اظہار رنج و الم کرتا ہے۔ اور مرحوم کے پس ماندگان اور لواحقین سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔ اور اسے ملت کے لئے ناقابل تلافی نقصان تصور کرتا ہے۔ خداوند قدوس کی بارگاہ میں دست بدعا ہے کہ باری تعالیٰ مرحوم و مغفور کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

مرحوم ضلع ہذا سے پراونشل مسلم لیگ کے ممبر تھے۔ قرار پایا کہ نقول ریز دلیوشن ہذا پریس اور مرحوم کے لواحقین کو بھیجی جائیں۔

محمد اقبال جوائنٹ سکریٹری

ضلع مسلم لیگ سرگودھا

بسا و گنج میں جلسہ تعزیت

۱۵ اپریل ۱۹۲۵ء کو بعد نماز عشاء محلہ بسا و گنج میں

حزب الانصار امروہہ فوج محمدی کی طرف سے ایک عام جلسہ زیر صدارت حضرت مولانا حاجی بشیر احمد صاحب راپوری منعقد ہوا جس میں دونوں صاحبزادے شمس الزماں صاحب بدر الزماں صاحب شریک تھے۔ تلاوت قرآن پاک کے بعد ایک ریزولوشن پاس کیا گیا جس کے الفاظ یہ ہیں:-

”آج کا جلسہ حضرت مولانا ظہور احمد صاحب مبلغ اسلام بھیرہ پنجاب کی وفات حسرت آیات پر اظہار فہم کر رہا ہے۔ اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے پسماندگان و مخلصین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اور مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین ثم آمین۔ اور سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص پڑھ کر مرحوم کی روح کو ایصال ثواب کیا گیا۔ جمع کثیر تھا۔“

نلی میں جلسہ

نلی ۱۵-۱۶ اپریل کو گوردوارہ کے مسلمانوں کا یہ نمائندہ اجتماع تقریب سالانہ جلسہ مدرسہ عطائیہ اسلامیہ جناب حضرات امیر حزب الانصار مولانا ظہور احمد صاحب بگوی مرحوم و مغفور کی وفات حسرت آیات کو ملت اسلامیہ خصوصاً ضلع سرگودھا کے مسلمانوں کا شدید نقصان تصور کرتا ہے۔ ہم اپنے ایک بہترین دل دماغ رکھنے والی ہستی سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو گئے ہیں۔ اور مرحوم کے لئے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ اور آپ کے صحیح جانشین حضرت مولانا حاجی افتخار احمد صاحب بگوی سے اظہار ہمدردی کرتا ہے

شرک:- قاضی محمد رضا کان اللہ، جہتم مدرسہ عطائیہ، جامع مسجد نلی

شاہ ولی اللہ قادری صاحب خطیب جامع مسجد جھواریاں

مختلف حضرات

حضرت نے بھی تعزیت نامے ارسال فرمائے۔ ان حضرات کے صرف اسماء گرامی نقل کرنے پر کفایت کی جاتی ہے۔

(۱) صوفی محمد صدیق چشتی لاہور (۲) حافظ حسن محمد صاحب دار برٹن منڈی (۳) قاضی فضل رب صاحب خطیب مسجد ہایت خاں پشاوہ (۴) غلام الدین صاحب از تہ نگ (۵) ماسٹر شیر محمد صاحب از منڈی دار برٹن (۶) طلبہ مدرسہ عربیہ دار برٹن (۷) محمد موسیٰ صاحب دار برٹن (۸) محمد انور صاحب دار برٹن (۹) مختار احمد صاحب پنسوال (۱۰) خواجہ عبید اللہ صاحب امرتسر (۱۱) بابو محمد جیات صاحب بھیروی از دہلی (۱۲) محمد شریف طالب علم مدرسہ فقیہہ اچھرہ لاہور (۱۳) محترم فضل حق صاحب بھٹہ از دہلی (۱۴) محمد طفیل صاحب جالندھر شہر (۱۵) غلام یسین صاحب بھیروی (۱۶) جناب محمد تقی ضا سٹیو گرافر جھنگ (۱۷) خواجہ کرم الہی عظمت الہی سوداگران چرم لاہور (۱۸) فضل الہی و محمد شریف صاحبان ہتہ۔ از بنوں (۱۹) خواجہ محمد صدیق محمد شریف صاحبان از طھیان چرم سکھر (۲۰) خواجہ محمد شریف ہتہ از پشاوہ (۲۱) خواجہ محمد صدیق کرم الہی صاحبان از آگرہ (۲۲) مولانا حکیم تناء اللہ صاحب ثنائی دواخانہ لاہور (۲۳) جناب مظہرین صاحب پیرا سٹیشن دار برٹن (۲۴) جناب محترم منند خاں صاحب منشی فاضل پشین ٹیچر اینکلوٹرل سکول نوپور ضلع جلم (۲۵) محترم جناب حاجی عبدالوہاب صاحب کانپور (۲۶) قاضی محمد زاہد چشتی سٹوڈنٹ لیسہ ضلع جلم (۲۷) جناب ڈاکٹر فیروز الدین صاحب بستی حضرت نظام الدین صاحب دہلی (۲۸) حافظ فضل محمود و احسان الہی صاحبان پراچے نجیب آباد (یو۔ پی) (۲۹) محترم محمد شفیع صاحب کپور تھلی (۳۰) محمد اقبال صاحب کپور تھلی (۳۱) حاجی منور الدین صاحب خواجہ مظفر محمود صاحبان سوداگران چرم ملتان شہر (۳۲) محترم قریشی عبدالحق کلرک منشی محمد رمضان پوسٹ مین بیدہل جلم (باقی پھر)